لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

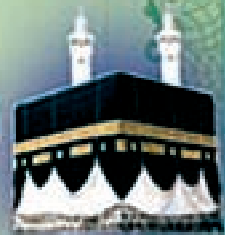

غزوۂ احد تک کی مہمات

جنگِ اُحد

مرتب

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

30

سلسلہ اشاعت نمبر

کشمیر بک ڈپو

چکوال

یا اللہ جل جلالہ — صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ — حق چار یار

تاریخ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ پنجم)

فتوحاتِ اسلامی
غزوۂ اُحد تک کی مہمات
اور
جنگ اُحد

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 30

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال
النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

www.khudamahlesunat.com

فہرست عنوانات

مہم (۱۱) سریہ (۵) قتل عصماء یہودیہ	3
مہم (۱۲) سریہ (۶) قتل ابی عفک یہودی	4
مہم (۱۳) غزوہ (۷) غزوۂ بنو قینقاع	5
مہم (۱۴) غزوہ (۸) غزوۂ سویق	8
مہم (۱۵) غزوہ (۹) غزوۂ ذی امر	9
مہم (۱۶) سریہ (۷) قتل کعب بن اشرف یہودی	10
مہم (۱۷) غزوہ (۱۰) غزوۂ غطفان	11
مہم (۱۸) غزوہ (۱۱) غزوۂ بنو سلیم	13
مہم (۱۹) سریہ (۸) زید بن حارثؓ کا قردہ پر حملہ	14
مہم (۲۰) سریہ (۹) قتل ابی رافع یہودی	15
مہم (۲۱) غزوہ (۱۲) غزوہ احد	19
محل وقوع	19
جنگ کا پہلا اور دوسرا مرحلہ	21
جنگ اُحد کا تیسرا مرحلہ	25
جنگ اُحد کا تذکرہ قرآن میں	26
جنگ کے دوسرے مرحلہ میں آزمائش	26
شانِ صحابہؓ	27
اُحد کے مصائب آزمائش تھے	29
غزوہ اُحد کے واقعات کا اجمالی تذکرہ	30
قریشی عورتوں کا ہمراہ چلنا	31
حضور ﷺ کو قریش کے ارادہ کی اطلاع	32
حضور ﷺ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ	32
آنحضرت ﷺ کی تیاری اور سلاح پوشی	37
آنحضرت ﷺ کی روانگی اور فوج کا معائنہ	38
لشکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی اور واپسی	41
ترتیب فوج	43
قریش کے لشکر کا حال	44
آنحضرت ﷺ کا مجاہدین سے خطاب	45
آغازِ جنگ اور مبارزین قریش کا قتل	47
ابو دجانہؓ کی بہادری	51
حمزہؓ کی شجاعت اور شہادت	52
حنظلہؓ غسیل الملائکہ کی شہادت	57
مسلمان تیر اندازوں کا اپنی جگہ سے ہٹنا اور لڑائی کا پانسہ پلٹنا	58
عبداللہ بن جبیرؓ اور رفقاء کی شہادت	59
مصعب بن عمیرؓ اور یمانؓ کی شہادت	60
خالد بن ولید کا حملہ	61
آنحضرت ﷺ کے محافظین	62
حضور ﷺ پر حملہ اور صحابہؓ کی ثابت قدمی	64
حضور ﷺ پر ابن قیمہ کا حملہ	65
ابن قیمہ کا انجام	66
زیادؓ بن سکن کی شہادت اور قتادہؓ کی آنکھ	66
انسؓ بن النضر کی شہادت	67
مسلمانوں کی پریشانی کا سبب	69
ابوسفیان کی پکار اور حضرت عمرؓ کا جواب	69
شہدائے اُحد میں چار مہاجرین	75
حمزہؓ کی لاش کی تلاش	76
ابوسفیان کے لشکر کا تعاقب	78
مہم (۲۲) غزوہ (۱۳) حمراء الاسد کی مہم	79

☆☆☆☆

خدام اہلسنّت حافظ عبدالوحید

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490

21 شوال 1432ھ مطابق 20 ستمبر 2011ء ...... قیمت 50 روپے

ٹائٹل و کمپوزنگ: ظفر محمود ملک النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال

ڈیزائننگ ❁ کمپوزنگ ❁ سکیننگ ❁ پرنٹنگ ❁ بک بائنڈنگ

0334-8706701 zedemm@yahoo.com

غزوۂ اُحد تک کی مہمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

مہم (۱۱)......سریہ عمیر بن عدیؓ

سریہ (۵)......قتل عصماء یہودیہ (۲۵ رمضان ۲ھ)

عصماء بنت مردان، اسلام اور رسول پاک ﷺ کی شان میں ہجو کر کے آپ کو ایذا پہنچاتی تھی اور کفار کو انتقام پر ابھارتی تھی۔

حضرت عمیرؓ بن عدی کے گھر کے قریب اس کا گھر تھا۔ یہ نابینا تھے۔ اس کی باتیں اور ہجو برداشت نہ کر سکے۔ ایک رات جب وہ بچی کے ہمراہ سو رہی تھی، یہ ٹٹولتے ہوئے اس کے گھر پہنچے اور اس کی آواز پہچان کر اس کو قتل کر دیا۔

صبح کی صلوٰۃ کے لئے حضرت عمیرؓ بن عدی مسجد میں آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: دُختر مردان کو قتل کر دیا؟ تو عرض کی: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اس کے بارے میں دو لڑیں گے جن کا لقب عمیر اور

بصیر ہوگا۔ ا

حضور ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوگئی کہ عصماء کو حضرت عمیرؓ نے قتل کر دیا۔

(۲) پیغمبر برحق ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا قتل قابل مواخذہ نہیں ہوسکتا بلکہ اعظم قربات اور افضل عبادات میں سے ہے۔ جس میں کوئی نزاع ہی نہیں کرسکتا بلکہ جانور بھی اس کو حق سمجھتے ہیں۔ ۲

(۳) الغرض رسول اللہ ﷺ حضرت عمیرؓ کے اس فعل سے بے حد مسرور ہوئے اور صحابہؓ کرام سے مخاطب ہوکر فرمایا:

اِذَا اَحْبَبْتُمْ اَنْ تَنْظُرُوْا اِلٰی رَجُلٍ نَصَرَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ بِالْغَیْبِ فَانْظُرُوْا اِلٰی عُمَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ

اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غائبانہ نصرت کی ہو تو عمیر بن عدیؓ کو دیکھ لو۔ ۳

مہم (۱۲)......سریہ سالم بن عمیرؓ

سریہ (۶)......قتل ابی عفک یہودی (۳ شوال ۲ھ)

ابو عفک یہودی رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی اور ہجو کہتا

۱......انوار قیادت ص ۱۹۶ مولفہ بدر المنیر، ۲......سیرت مصطفیٰ ﷺ مولفہ مولانا ادریس کاندھلوی ج ۲ ص ۱۷۹، ۳......ابن حجر الاصابہ (۲۰۴۳) ج ۳ ص ۳۴، سیرت مصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۱۸۰

تھا۔لوگوں کو اہل ایمان کے خلاف بھڑکا تا تھا۔حضرت سالم بن عمیرؓ نے منت مانی کہ یا تو میں اس یہودی کو قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ موقع کی تاک میں رہے۔ایک دِن معلوم ہوا کہ وہ گرمی کے باعث کھلی جگہ سو رہا ہے۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچے اور تلوار اس کے سینے میں اتار دی۔ وہ چلایا۔لوگ دوڑے لیکن اس کو بچا نہ سکے۔اور حضرت سالم بن عمیرؓ بچ کر نکل آئے۔[1]

(۲) ابو عفک مذہباً یہودی تھا۔ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر کا بوڑھا تھا۔شوال ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سالم بن عمیرؓ کو ابو عفک یہودی کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔[2]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

مہم (۱۳)

غزوہ (۷)......غزوۂ بنو قینقاع (۱۵ شوال ۲ھ)

بنی قینقاع یہودی قبائل تھے۔ بڑے جری اور کاری گر۔ سنار کا کام کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کے مضافات میں رہتے تھے۔

انہوں نے اہل ایمان کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا۔قریش کی شکست کی خبر سُن کر سخت غصے ہوئے۔ انہوں نے ابو عفک، کعب بن اشرف اور دیگر یہود کے اُکسانے پر معاہدہ توڑ دیا۔ اہل ایمان کی عورتیں روز

---

[1]......انوار قیادت ص ۱۹۶ مولفہ بدر المنیر ، [2]......سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۱۸۱

مرہ کے کام کاج اور زیورات کے لئے ان کے پاس جاتی تھیں۔ ایک عورت ایک سنار کے پاس گئی تو انہوں نے اس کی چادر کیل کے ساتھ لگا دی۔ جب وہ اُٹھی تو اس کا ستر کھُل گیا۔ یہ شرارت دیکھ کر قریب ہی کھڑے ایک مومن نے یہودی کو قتل کر دیا۔ یہودیوں نے مل کر اہل ایمان کو قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے اُن سے باز پرس کی اور خون بہا کا مطالبہ کیا تو اکڑ گئے اور کہنے لگے: تمہارا واسطہ اب مردوں سے پڑا ہے۔ ہم قریش کی طرح بزدل نہیں ہیں۔ اور قلعہ بند ہو گئے۔

رسول پاک ﷺ اللہ پاک کے حکم سے بنی قینقاع کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پر حضرت ابولبابہؓ بن منذر کو حاکم مقرر کیا۔ علم حضرت حمزہؓ نے اُٹھایا ہوا تھا۔

اہل ایمان ۱۵ شوال ۲ھ کو روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دِن تک اہل ایمان نے سختی سے محاصرہ کیا۔ اس دوران فریقین ایک دوسرے پر تیر اندازی اور سنگ باری کرتے رہے۔ آخر ان کی ہمت جواب دے گئی اور صلح کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اس شرط پر صلح کی کہ عورتوں اور بچوں کو لے کر مدینہ منورہ سے نکل جائیں۔ وہ قلعوں سے اُترے اور اذرعات میں آباد ہوئے۔ پھر وہاں سے خیبر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عبادہؓ بن صامت کو ان کے اخراج پر مامور فرمایا۔ ان کے مال سے خمس نکال کر باقی اہل ایمان میں تقسیم کر دیا گیا۔ اہل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایمان کو وافر مقدار میں اسلحہ حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے تین زرہیں، تین نیزے اور تین تلواریں لیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال آیت ۵۵ تا ۵۸ میں کفار و مشرکین کے احوال پر تبصرہ فرمایا ہے:۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۵۵) الَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا یَتَّقُوْنَ (۵۶) فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (۵۷) وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآىِٕنِیْنَ (۵۸) (پ۱۰ سورۃ انفال آیات ۵۵ تا ۵۸)

ترجمہ: بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں۔ تو یہ ایمان نہ لاویں گے۔ جن کی یہ کیفیت ہے کہ آپ ﷺ اُن سے عہد لے چکے ہیں، پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں۔ سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو ان کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ ان کے علاوہ ہیں، منتشر کر دیجیے تا کہ وہ لوگ سمجھ جائیں۔ اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجیے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پسند نہیں کرتے۔ ۱؎

مہم (۱۴)

غزوہ (۸)......غزوۂ سویق (۵ ذی الحجہ ۲ھ)

قریش مکہ کے سردار ابوسفیان نے جنگ بدر میں کفار کی شکست پر عہد کیا کہ جب تک بدلہ نہ لے گا، نہ غسل کرے گا اور نہ سر میں تیل لگائے گا۔ چنانچہ دو سو (۲۰۰) سواروں کے ہمراہ مضافاتِ مدینہ میں پہنچا۔ رات بنونضیر کے ہاں رہا۔ انہوں نے اہل ایمان کی نقل وحرکت سے آگاہ کیا اوراس کی دعوت کی۔ صبح کو انصار کی چراگاہ العریض پر حملہ کر دیا اور ایک غلام کو قتل کر دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسو (۲۰۰) اصحابؓ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ابوسفیان کا لشکر بھاگ گیا۔ اور وزن کم کرنے کے لئے ستو کے بورے (یہ ان کا زادِ راہ تھا) راستے میں پھینکتا گیا۔ ستو کو عربی میں ''سویق'' کہتے ہیں۔ اس لئے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق پڑ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ روز تک مدینہ سے باہر رہے اور اردگرد کے علاقے کی دیکھ بھال فرمائی۔ ۹ ذی الحجہ ۲ھ کو واپس مدینہ آئے اور ۱۰ ذی الحجہ

۱؎......انوار قیادت ص ۱۹۷، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۱۶۱

۲ھ کو عید الاضحیٰ پڑھائی۔ اور دو مینڈھے قربانی دیئے۔[۱]

(۲) ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں حضرت ابولبابہؓ کو اپنا جانشین نامزد کیا اور ابوسفیان کے تعاقب میں نکلے جو بھاگ رہے تھے۔ آپ ﷺ ابوسفیان کا تعاقب کرتے ہوئے اس جگہ تک تشریف لے گئے جو قرقرۃ کُدر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے آٹھ منزل دور ہے۔

صحابہؓ کرام کا حملہ اتنا تیز تھا کہ کفار جو کھانے کے لئے غلہ یا اناج لائے تھے، وہ سب کا سب اُن کو وزن کم کرنے کے لئے پھینکنا پڑا۔ اس کو سویق کہتے ہیں۔ یہ باجرے کی ایک قسم ہے جس کو اُبال کر چاولوں کی طرح کھایا جاتا ہے اور اس کا بھات بنتا ہے۔[۲]

مہم (۱۵)

غزوہ (۹) ...... غزوۂ ذی امر/قرقرۃ الکدر (۱۵ محرم ۳ھ)

رسول پاک ﷺ کو اطلاع ملی کہ قبائل سلیم اور غطفان بئر معونہ کے قریب جمع ہو رہے ہیں اور اہل ایمان کے خلاف مربوط کاروائی کا ارادہ

---

[۱]...... انوار قیادت ص ۱۹۸، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۱۶۳، سیرت ابن ہشام ج ۲،

[۲]...... ماخوذ از کتاب 'رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی' ص ۳۰۴، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۱۶۳۔ غزوہ سویق کے مزید واقعات تاریخ خلیفہ، طبقات الکبریٰ، دلائل النبوت، نہایۃ الارب، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۷۳ میں مذکور ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کر رہے ہیں۔ یہ مقام آٹھ برد (تقریباً ۹۶ میل یا ۱۵۰ کلومیٹر) مدینہ منورہ سے شمال کی طرف ہے۔

آپ ﷺ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب ان کو اہل ایمان کی اطلاع ملی تو وہ تیزی سے منتشر ہو گئے اور پہاڑوں میں چھپ گئے۔ ان کے مویشی پیچھے رہ گئے تھے جو اہل ایمان کو ملے۔ جو غلام ان مویشیوں کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ان کو آزاد فرما دیا۔ ان میں حضرت یسارؓ بھی تھے جو بعد میں ایمان لے آئے۔

خمس نکال کر باقی مال تقسیم کر دیا گیا۔ ہر مومن کے حصے میں دو دو اونٹ آئے۔ آپ ﷺ نے وہاں ۱۰ دن قیام فرمایا اور کفار کی جمعیت کو مکمل طور پر منتشر فرما دیا۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۱۶)......سریہ محمد بن مسلمہؓ

سریہ (۷)......قتل کعب بن اشرف یہودی (۱۲ ربیع الاول ۳ھ)

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی ہجو میں نظمیں لکھنا ایک لمبا مضمون ہے۔ وہ کبھی مکہ معظّمہ پہنچ جاتا اور وہاں قریش کو بھڑکاتا تھا اور کبھی واپس مدینہ منورہ آ جاتا اور اپنی بستی میں فساد پھیلاتا تھا۔ حضور ﷺ نے ربیع الاول ۳ھ میں اس فتنہ کو ختم کرنے

---

[1]......انوار قیادت ص ۱۹۸، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۱۶۶ پر اس غزوہ کا تذکرہ ہے۔

www.khudamahlesunat.com

کے لئے عظیم انصاری صحابی محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ دو مجاہدوںؓ کو اس کے گھر بھیجا۔ انہوں نے نہایت ہوشیاری سے اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔[1]

مہم (۱۷)

غزوہ (۱۰)......غزوۂ غطفان (ربیع الاول ۳ھ)

پھر نجد کی طرف غزوہ غطفان آتا ہے۔ یہ غزوہ عموماً غزہ ذی امر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کو ذوامر بحران کی مہم بھی کہتے ہیں۔

اوپر والی مہم سے واپس آ کر ذوالحجہ ۲ھ کے باقی دنوں میں حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اور نئے سال یعنی تین ہجری کے محرم کے دنوں میں آپ ﷺ غطفان کی مہم کے لئے نکلے۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ حضور ﷺ کو خبر ملی تھی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ اور محارب کی ایک فوج ذوامر بحران میں اکٹھی ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے صفر کا سارا مہینہ اور ربیع الاول کے چند دِن بھی اس سارے علاقہ کی دیکھ بھال میں صرف کیے۔ لیکن یہ

---

[1]...... رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۰۸، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۷۹۔ کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ بخاری شریف اور ابوداؤد شریف میں تفصیل سے درج ہے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی مذکور ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قبائل تتر بتر ہو گئے۔[۱] (رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۰۵)

(۲) حضرت رسول پاک ﷺ کو خبر ملی کہ بنو غطفان قبیلہ کی شاخ بنو حارب کے ایک شخص دعشور بن الحارث (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) نخیل کے پاس ذی امر میں ایک جماعت اہل ایمان کے خلاف جمع کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ چار سو (۴۰۰) صحابہؓ کرام کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں پہنچے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کو مدینہ منورہ پر امیر مقرر فرمایا۔ جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو وہ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ اہل ایمان درختوں کے نیچے دِن کو آرام کرنے لگے۔ ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ بھی آرام فرما رہے تھے کہ اچانک دعشور بن الحارث وہاں پہنچ گئے۔ اور تلوار نکال کر سرہانے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: ''اے محمد (ﷺ)! اب تمہیں کون میرے ہاتھ سے بچائے گا؟'' آپ ﷺ نے امن وسکون سے فرمایا: ''میرا اللہ''۔ یہ سُن کر ان پر دہشت طاری ہو گئی۔ تلوار اُن کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ ﷺ نے تلوار اُٹھا لی اور پوچھا: ''اب تجھے کون میرے ہاتھ سے بچائے گا؟'' انہوں نے کہا: ''کوئی نہیں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس اللہ نے مجھے بچایا ہے، وہ تجھے بھی بچانے پر قادر ہے''۔ پھر اُن کو معاف فرما دیا۔ اس کو دیکھ کر دعشور ایمان

[۱]......طبری ج ۲ حصہ اول ص ۱۶۶۔ غزوہ ذی امر کا تذکرہ ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لے آئے۔ (انوارِ قیادت ص ۲۰۰ مولفہ بدر المنیر)

قرآن مجید میں اللہ پاک نے ایسے لوگوں کے لئے یوں فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ O (المائدۃ آیت ۱۱)

ترجمہ: اے اہل ایمان! یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت اپنے اوپر جب ارادہ کیا لوگوں نے تم پر ہاتھ چلائیں۔ پس روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور اللہ سے ڈرو۔ اور اہل ایمان کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الحمید الحنفی

مہم (۱۸)

غزوہ (۱۱) ...... غزوۂ بنو سلیم (۶ جمادی الاولیٰ ۳ھ)

رسول پاک ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنی سلیم بحران نجد میں جمع ہو رہے ہیں۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے شمال مشرق میں آٹھ برد (یعنی ۱۵۰ کلومیٹر) کے فاصلہ پر ہے۔ آپ ﷺ تین سو (۳۰۰) اصحابؓ کے ہمراہ بڑی تیزی سے روانہ ہوئے۔ وہ لوگ گھبرا گئے اور اپنے اپنے علاقوں میں بھاگ گئے۔ دس دِن آپ ﷺ وہاں رہے اور علاقے کے مختلف قبائل سے ملاقات کی۔ (انوار قیادت مولفہ بدر المنیر ۲۰۱)

مہم (۱۹)......سریہ القردہ

سریہ (۸)......زید بن حارثؓ کا قردہ پر حملہ (جمادی الاولیٰ ۳ھ)

یہ واقعہ جمادی الاولیٰ ۳ھ کا ہے۔ جنگ بدر کے بعد قریش مدینہ کے راستے سے ملک شام کے ساتھ تجارت نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے عراق والا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے سو (۱۰۰) صحابہؓ کرام کے ساتھ حضرت زید بن حارثہؓ کو بھیجا۔ جنہوں نے قردہ کے مقام پر قریش کے ایک قافلہ پر چھاپہ مارا۔

قافلہ فرات بن حیان کی راہبری میں ذی عرق کے راستے نجد سے ہوتا ہوا تجارت کے لئے شام جا رہا تھا۔ جس میں صفوان بن امیہ، عبید اللہ بن ابی ربیعہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ جیسے لوگ شامل تھے۔ اس میں مکہ کی عورتوں نے اہل ایمان کے خلاف اپنے زیور تک دے دیئے۔ سونے چاندی کے برتن اور بہت سا مال مالِ غنیمت میں ہاتھ لگا۔ اور قافلہ کے رہنما فرات بن حیان کو گرفتار کر لیا۔[۱]

فرات بن حیان نے اسلام قبول کر لیا۔ مال کا خمس نکال کر باقی مال تقسیم کر دیا گیا۔ یہ خمس چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) درہم بنا۔ یہ پہلا سریہ

---

[۱]......رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۰۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے کہ جس میں حضرت زید بن حارثہؓ امیر تھے اور قافلے کے مال پر قبضہ کیا گیا۔ (انوارِ قیادت ص۲۰۱)

مہم (۲۰)

سریہ (۹) ......قتل ابی رافع یہودی (۱۵ جمادی الثانیہ ۳ھ)

ابو رافع ایک بڑا مال دار یہودی تاجر تھا۔ عبداللہ بن ابی الحقیق اس کا نام تھا۔ اس کو سلام بن الحقیق بھی کہتے تھے۔ ابو رافع کنیت تھی۔ خیبر کے قریب ایک گڑھی میں رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا۔[1]

کعب بن اشرف کے قاتل حضرت محمد بن مسلمہؓ اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم چونکہ سب قبیلہ اوس کے تھے، اس لئے قبیلہ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ قبیلہ اوس نے تو رسول اللہ ﷺ کے ایک جانی دشمن اور بارگاہِ رسالت کے ایک گستاخ اور دریدہ دہن کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کرلیا۔ لہٰذا ہم کو چاہیے کہ بارگاہِ نبوت کے دوسرے گستاخ اور دریدہ دہن ابو رافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابو رافع

[1]...... سیرت مصطفیٰ ﷺ از مولانا کاندھلوی ص ۱۹۸ بحوالہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج۴ ص ۱۳۷

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے قتل کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔[1]

حضرت عبداللہ بن عتیک، حضرت مسعود بن سنان، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی اور حضرت خزاعی بن اسود رضی اللہ عنہم کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر بنایا اور یہ تاکید فرمائی کہ کسی بچہ اور عورت کو ہرگز نہ قتل کریں۔[2]

نصف جمادی الاخریٰ ۳ھ[3] کو حضرت عبداللہ بن عتیک مع اپنے رفقاء کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔[4] صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لا چکے تھے، تب یہ لوگ خیبر پہنچے۔ ابو رافع کا قلعہ جب قریب آ گیا تو حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے کہا: تم یہیں بیٹھو، میں قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالتا ہوں۔ جب بالکل دروازے کے قریب پہنچ گئے تو کپڑا ڈھانک کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاء حاجت کرتا ہو۔ دربان نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے، یہ آواز

۱...... فتح الباری ج ۷ ص ۲۶۲، طبری، تاریخ الامم (۱۳۷۸) ج ۳ ص ۴۹۵،

۲...... ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۲۶۳، طبری ج ۳ ص ۴۹۵، زرقانی ج ۲ ص ۱۶۵،

۳...... یہ امام طبری کا قول ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ ابو رافع کا قتل ماہ رمضان ۶ھ میں ہوا اور بعض کہتے ہیں ذی الحجہ ۵ھ یا ۴ھ میں اور بعض کہتے ہیں رجب ۳ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ امام بخاریؒ صحیح بخاری میں زہری سے راوی ہیں کہ ابو رافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ فتح الباری ج ۷ ص ۲۶۲،

۴......طبری، تاریخ الامم (۱۳۷۹) ج ۳ ص ۴۹۶

www.khudamahlesunat.com

دی کہ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلد آ جا، میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں فوراً داخل ہو گیا اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔[1]

ابو رافع بالا خانہ پر رہتا تھا اور شب کو قصہ گوئی ہوتی تھی۔ جب قصہ گوئی ہو گئی اور لوگ اپنے اپنے گھر واپس ہو گئے تو دربان نے دروازے بند کر کے کنجیوں کا حلقہ ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب سب سو گئے تو میں اُٹھا اور کھونٹی سے کنجیوں کا حلقہ اتار کر دروازہ کھولتا ہوا بالا خانہ پہنچا اور جو دروازہ کھولتا تھا وہ اندر سے بند کر لیتا تھا تاکہ لوگوں کو اگر میری خبر ہو بھی جائے تو میں اپنا کام کر گزروں۔

جب میں بالا خانہ پر پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابو رافع اپنے اہل و عیال میں سو رہا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ابو رافع کہاں اور کدھر ہے؟ میں نے آواز دی: اے ابو رافع! ابو رافع نے کہا: کون ہے؟ میں نے اسی جانب ڈرتے ڈرتے تلوار کا وار کیا مگر خالی گیا اور ابو رافع نے چیخ ماری۔ میں نے تھوڑی دیر بعد آواز بدل کر ہمدردانہ لہجہ میں کہا: اے ابو رافع! یہ کیسی آواز ہے؟ ابو رافع نے کہا: ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا وار کیا۔ یہ سنتے ہی میں نے تلوار کا دوسرا وار کیا جس سے اس کے کاری زخم آیا۔ بعد ازاں میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ پشت تک پہنچ گئی۔ جس سے سمجھا کہ میں اب اس کا کام

---

[1]...... بخاری، الجامع الصحیح ج۲ ص ۵۷۷ باب قتل ابی رافع کتاب المغازی

www.khudamahlesunat.com

تمام کر چکا اور واپس ہو گیا اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا۔ جب سیڑھی سے اترنے لگا تو یہ خیال ہوا کہ زمین قریب آ گئی، اترنے میں گر پڑا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

چاندنی رات تھی، عمامہ کھول کر ٹانگ کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: تم چلو اور رسول اللہ ﷺ کو بشارت سناؤ۔ میں یہیں بیٹھا ہوں، اس کی موت اور قتل کا اعلان سن کر آؤں گا۔

چنانچہ جب صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی تو خبر دینے والے نے قلعہ کی فصیل سے اس کی موت کا اعلان کیا۔ تب میں وہاں سے روانہ ہوا اور ساتھیوں سے آملا اور کہا: تیز چلو، اللہ نے ابو رافع کو ہلاک کیا۔

وہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوش خبری سُنائی۔ جو واقعہ گزرا تھا، وہ سب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے ٹانگ پھیلا دی۔ آپ نے دست مبارک اس پر پھیرا، ایسا معلوم ہوا گویا کہ کبھی شکایت ہی پیش نہ آئی۔[1]

☆☆☆☆

---

[1] ...... بخاری، الجامع الصحیح باب قتل ابی رافع کتاب المغازی، ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۲۱۳ قتل ابی رافع، کتاب المغازی، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۳۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۲۱)

غزوہ (۱۲) ......غزوہ احد (۷ شوال ۳ھ ۲۳ مارچ ۶۲۳ء)

محل وقوع: مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پہاڑی سلسلہ ہے جس کا نام جبل اُحد ہے۔ اس میں کئی چھوٹی بڑی پہاڑیاں ہیں جو بتدریج کم ہوتی ہوئی مشرق میں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کی ترائی میں کئی قبیلے آباد ہیں۔ مدینہ منورہ کے تقریباً چاروں طرف لاوے کی تہہ ہے جس میں سنگلاخ زمین اور نوک دار پتھر ہیں۔ مسلع کی پہاڑیاں مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں واقع ہیں۔ نزدیکی علاقے کو پتھروں سے صاف کر کے نخلستان بنائے گئے ہیں۔ جبل اُحد اونچائی کی سمت واقع ہے۔ اس لئے پانی کا بہاؤ شہر کی جانب ہے۔ دامن کوہ میں ایک میدان بھی ہے۔ اس کے اطراف میں کھجوروں کے باغات ہیں۔

جنگ بدر کے تقریباً ایک سال بعد شوال ۳ھ میں حق و باطل کا دوسرا بڑا معرکہ غزوہ اُحد ہے۔ اس جنگ میں ایسے جانثار قربانی دیتے نظر آتے ہیں کہ تاریخ جنگ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔

صف بندی ٹوٹ جانے پر کوئی فوج میدان جنگ میں آج تک نہ ٹھہری ہے اور نہ ٹھہر سکتی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی عظیم جنگ ہے جو

ہمارے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ کی تیار کردہ فوج ہی لڑ کر دکھا سکتی تھی۔ صف بندی ٹوٹ جانے کے بعد بھی خاص کر ان سترہ (۱۷) انصار نوجوانوں کی کارکردگی جنہوں نے حضور ﷺ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور حضور پاک ﷺ پر اپنی جان نثار کر رہے تھے۔ ابن سعد کے مطابق نو (۹) جان نثار شہید ہو گئے۔ ایسا نظارہ زمین پر اس آسمان کے نیچے نہ اس سے پہلے اور نہ ہی صحابہؓ کرام کے علاوہ کسی اور جنگ نے پیش کیا۔ یہ صرف اصحابِؓ محمد ﷺ کی ہی شان ہے۔ مجاہدین صحابہؓ کی تعداد سات سو تھی جب کہ دشمن کی تعداد تین ہزار تھی۔

حضور ﷺ نے اُحد پہاڑ کو پشت پر رکھ کر صف آرائی فرمائی کہ اگر جنگی حکمت عملی کے تحت پیچھے ہٹنا پڑے تو آپ دشمن سے اونچے ہی اونچے ہوتے جائیں گے۔

☆ حضرت مصعب بن عمیرؓ علم بردار تھے۔

☆ حضرت زبیر بن العوامؓ رسالے کے افسر تھے۔

☆ پیدل دستوں میں سے جو زرہ پوش نہ تھے وہ جناب حمزہؓ کی کمانڈ میں تھے۔ لیکن دفاع کی کنجی عنین کی چھوٹی پہاڑی یا ٹیلہ تھا، جس پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے ماتحت ۵۰ تیر اندازوں کے ایک دستہ کو مقرر فرمایا۔ اور جو دشمن زد میں آئے گا، ایک تیر ایک دشمن کے اصول پر دشمن کو برباد کیا جائے گا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جنگ کا پہلا مرحلہ

بات سیدھی ہے کہ چند گھنٹوں میں کفار کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ کافر اس طرح بھاگے کہ جنگ ختم ہو گئی۔ مسلمانوں نے کفار کا مالِ غنیمت بھی اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

اس حال میں حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے تیر اندازوں نے بھی خیال کیا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے وہ بھی مالِ غنیمت جمع کرنے والوں کی مدد کے لئے پہاڑی سے اُتر کر کام میں شریک ہو گئے۔ گو حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے بہت روکا لیکن تقدیر میں کچھ اور ہی مقدر تھا۔ آپ کے ساتھ پہاڑی پر چند مجاہد رہ گئے۔ لڑائی کا پہلا مرحلہ کامیابی پر ادھر ختم ہوتا ہے۔[1]

غزوہ اُحد کا دوسرا مرحلہ

معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی صفوں میں کفار کے متعدد دستے ابھی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے اور صحیح سلامت تھے، جن میں خالد بن ولید

---

[1]...... درّے پر متعین تیر اندازوں نے قریش کی اس نقل و حرکت کو حقیقتاً پسپائی سمجھا اور اہل ایمان کو برسر پیکار سمجھ کر یہ خیال کیا کہ کہیں یہ ائمۃ الکفر بھاگ نہ جائیں۔ مؤرخین حضرات نے غزوہ احد میں حدیث پاک کے پہلے حصہ کے بیان کو ہی کافی سمجھا۔ حالانکہ وہ مالِ غنیمت سمیٹنے کے لئے نہیں بلکہ کفار کے سرداروں کو گرفتار کرنے کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر گئے تھے۔ بخاری شریف کتاب الجہاد کی حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں: ''و اللّٰہ لیناتین الناس فلنصیبین ...... (بقیہ بر ص 22)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) کا دستہ بھی تھا۔ جب خالد بن ولید نے صحابہؓ کرام کو مالِ غنیمت اکٹھا کرتے ہوئے دیکھا تو سمجھا کہ مسلمان لڑائی کو ختم شمار کر رہے ہیں۔

خالد بن ولید نے اپنے دستہ کو اکٹھا کر کے دائیں سے آگے بڑھ کر پہاڑ کا چکر کاٹ[1] کر اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہاں سے لڑائی کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔

اچانک حملہ سے سخت جانی نقصان اُٹھانا پڑا۔ عکرمہ بھی دوبارہ اپنے گرد کافی لوگوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں پر برابر حملہ آور ہو رہا تھا۔ عنین یا رماۃ کی پہاڑی پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اپنے تیر اندازوں کے ساتھ شہید ہو چکے تھے۔ اس گھمسان کی جنگ میں حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور حضرت حنظلہؓ وغیرہ ستر (۷۰) صحابہؓ کرام جامِ شہادت نوش کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب عین میدان جنگ میں وہ دفاعی لائن جس کی کنجی عنین یا رماۃ کی پہاڑی تھی، وہ بھی ختم ہو چکی تھی۔ اور ایک نئی دفاعی لائن کی ضرورت

(بقیہ از ص 21) ......**من الغنیمة"** (اللہ کی قسم! ہم ضرور ایسے لوگوں کو لائیں گے جن سے غنیمت میں حصہ پائیں گے)۔

[1]......اس حرکت پر گھڑ سوار دستے کو پندرہ کلومیٹر کا چکر لگانا پڑا۔ تاہم اس فاصلے کو وہ جلد طے کرنے میں کامیاب ہو گئے اور دوڑتے ہوئے تیر اندازوں کو عقب سے جا لیا۔ (انوارِ قیادت ص ۲۴۵)

تھی۔ جس کی پہلے حضور ﷺ نے نشان دہی نہ کی تھی۔

شاید دُنیا کا سپہ سالارِ اعظم اپنے غلاموں کو یہ تربیت بھی دے رہا تھا کہ لڑائی میں ایسے وقت بھی آتے ہیں اور آئیں گے۔ کیوں کہ انہی لوگوں نے آئندہ چند سالوں کے بعد دُنیا کی دو عظیم سلطنتوں کو تہس نہس کرنا تھا۔

یہ دِن اسلام کی عسکری تاریخ اور فن سپاہ گری کا ایک عظیم دِن تھا۔ آج ہی کے دِن سیدنا صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر لوگوں کو اشاروں سے بلا رہے تھے کہ آقا ﷺ اِدھر ہیں۔ اور حضرت عمرؓ بلند آواز سے پکار رہے تھے کہ آ جاؤ۔ اور پھر اس طرف جان نثاروں نے ایک طرف حضور پاک ﷺ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ یہی وہ دِن تھا جس میں حضرت طلحہؓ ہر وار جو حضور ﷺ پر ہو رہا تھا، اپنے بدن پر لے رہے تھے۔ اور اس دفاع میں ان کا ایک ہاتھ بھی ختم ہو چکا تھا۔ یہی وہ دِن تھا کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا: ''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، تیر برساتے جاؤ۔'' یہی وہ دِن تھا کہ امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو حضور ﷺ کے بدن مبارک سے خود کے ٹکڑے نکالنے کے لئے آپ ﷺ کے خون مبارک کو چوسنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس کی برکت سے باقی عمر کسی ہتھیار نے اُن پر اثر نہ کیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

دوسری طرف[۱] جان نثار صحابہؓ کرام دشمن کو منہ توڑ جواب دے کر میدانِ جنگ سے دوبارہ بھاگنے تک سینہ سپر رہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہؓ تو ابھی دشمن کی صفوں میں موجود تھے، جن کو بعد میں بلا کرنئی دفاعی لائن میں شامل کیا گیا۔ سترہ (۱۷) نوجوان انصارؓ میں سے نو (۹) عظیم قربانی دے چکے تھے اور مسلمان اب پھر جبل اُحد کے دامن میں ذرا اونچا ہو کر ایک دفاعی لائن بنا چکے تھے۔ دوسرا مرحلہ یہاں ختم ہوتا ہے۔

---

[۱]......مشہور کر دیا گیا کہ نعوذ باللہ حضور پاک ﷺ بھی شہید ہو گئے۔ اس خبر سے مسلمانوں میں ہل چل ضرور مچ گئی ہو گی۔ کسی نے تلوار پھینک دی کہ زندگی میں اب مزہ نہیں۔ کوئی دشمن کی صفوں میں اس طرح گھس گیا کہ اب جینے میں کیا مزہ؟ لیکن یہ حاشیہ آرائی کہ کئی لوگ میدان جنگ چھوڑ کر مدینہ پہنچ گئے، ایک فوجی ذہن کی سمجھ سے باہر ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو قلیل تعداد مسلمان اپنی صفوں کو بحال کیسے کرتے؟ یہ شاید پچھلے زمانے میں ایک دوسرے کے ساتھ رقابت کی وجہ سے دشمن صحابہؓ، اُن کو بدنام کرنے کے لئے من گھڑت قصے کہانیوں کو تاریخ کا نام دیتے رہے۔ صحابہؓ تو اصحابؓ محمد ﷺ تھے۔ اُن کے بھاگنے کا تصور بھی صرف اور صرف دشمن صحابہؓ ہی کر سکتا ہے۔ صحابہؓ تو بھاگنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ تو شہادت کو مطلوب اور مقصود سمجھتے تھے۔ صحابہؓ میں سے کوئی بھی بھاگ کر مدینہ نہیں گیا۔ صف بندی ٹوٹنے کے بعد کچھ وقت حضور ﷺ کے نظر نہ آنے کی وجہ سے صحابہؓ دفاعی صورت میں پریشان رہے۔ لیکن جوں ہی حضور ﷺ نظر آئے، صحابہؓ کرام پروانوں کی طرح سب کے سب حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور دشمن پر دوبارہ حملہ آور ہوئے، جس سے دشمن بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور حضور ﷺ اور صحابہؓ دوبارہ غالب آ کر فتح یاب ہو گئے۔

جنگ اُحد کا تیسرا مرحلہ

جنگ اُحد کا تیسرا مرحلہ مسلمانوں کی پھر کامیابی کا مرحلہ ہے۔ عین حالت جنگ میں دوسری دفاعی لائن بنا کر دشمن پر تابڑ توڑ حملے اتنی جرأت اور بے باکی سے کیئے کہ دشمن کی پانچ گنا زیادہ تعداد کو بھاگنے پر نہ صرف مجبور کر دیا بلکہ دور دور تک پیچھا کر کے دشمن پر ایسا رُعب طاری کر دیا کہ وہ پھر مڑ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

جنگ اُحد کے دوسرے دِن جنگ اُحد میں شریک سب صحابہؓ کرام کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمر الاسد تک گئے۔ جہاں تین چار دِن تک پڑاؤ بھی کیا۔ بلکہ مدینہ میں اپنا نائب بھی حضرت عبداللہ ابن اُم مکتومؓ کو بنا کر چھوڑ گئے۔

ابن سعد کے مطابق ان ستر (۷۰) شہداء میں سے چالیس (۴۰) شہداء حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے تیر انداز تھے۔ اور دوسرے شہداء ان کے علاوہ تیس (۳۰) تھے، جن میں نو (۹) وہ انصارؓ شہدا بھی شامل ہیں جنہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور دشمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے نہ دیا۔ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اب ساری جنگ کی کاروائی پر نظر ڈالیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور کفار کوئی مقصد حاصل نہ کر سکے۔[1]

[1] ......(دیکھئے حاشیہ ص26)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جنگ اُحد کا تذکرہ قرآن میں ۲

(۱) وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ
لِلْقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ O (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۱)

ترجمہ: اور جب کہ تم صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سُن رہے تھے، جان رہے تھے۔

جنگ کے دوسرے مرحلہ میں آزمائش

(۲) وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ
حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ
اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ
یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا
عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ O (آل عمران آیت ۱۵۲)

۱...... ماخوذ از کتاب "رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی" ص ۱۷ تا ۱۰۵، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۸۹۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: المغازی لعروہ، طبقات الکبریٰ، تاریخ خلیفہ، تاریخ طبری، درّ منثور، انساب الاشراف، سیرت ابن ہشام ج ۲۔

۲...... اُحد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ سے کم و بیش تین میل (۵ کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اُحد کو اُحد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوسرے جبال (پہاڑوں) سے متوحد یعنی منفرد اور علیحدہ ہے۔ (البدایہ ج ۴ ص ۹)

ترجمہ: اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھلایا تھا جس وقت کہ تم کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دِل خواہ بات دکھلا دی تھی اور تم میں سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دُنیا چاہتے تھے اور بعضے تم میں وہ تھے جو آخرت کے طلب گار تھے۔ پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تا کہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرما دے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ بیان القرآن ج۱)

شانِ صحابہؓ: اس آیت سے صحابہؓ کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوئی کہ عتاب (تنبیہ) میں بھی چند در چند (کئی ایک) تسلیاں فرمائیں۔ ایک یہ کہ سزا نہ تھی بلکہ اس میں بھی تمہاری مصلحت تھی (''**لِيَبْتَلِيَكُمْ**'' تا کہ تمہیں آزمائے)۔ پھر مؤاخذہ (آخرت کی پکڑ) سے بے فکر کر دیا (''**وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ**'' البتہ تحقیق اس نے تمہیں معاف کر دیا)۔ چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات (یعنی مہربانیوں) کے مورد ہوں طالب دُنیا نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ''**يُرِيْدُ الدُّنْيَا**'' میں دُنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہیں ہوسکتا (یعنی دُنیا برائے دُنیا ان کا مطلوب نہیں تھی بلکہ دُنیا برائے آخرت مطلوب تھی تا کہ مال جمع کر کے کفار کو نقصان

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

پہنچائیں اور اس مال کے ذریعہ آئندہ جہاد میں قوت حاصل کریں)۔

اور اس پر قرینہ عقلی بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت، شریک و مستحق غنیمت یقیناً تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کر کے اب ترہیب وتخریب کفار (کافروں کو ڈرانے اور انہیں تباہ کرنے) کا ثواب بھی لیں۔ اس لئے بعض اصحاب نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا لِلْاٰخِرَةِ وَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ الصرفة

(یعنی کچھ تم میں سے دُنیا چاہتے تھے آخرت کی خاطر اور کچھ تم میں سے صرف آخرت کے طلب گار تھے)

مگر چونکہ طریق ثواب کا نص (حکم) کے خلاف تھا، اس لئے محمود (پسندیدہ) نہ ہوا۔ (بیان القرآن از حضرت تھانویؒ)

فائدہ: (۱) آزمائش کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مخلص اور غیر مخلص، مومن اور منافق اور پکے اور کچے کی چھانٹی ہو جائے۔ (مستفاد من تفسیر عثمانی)

(۲) گویا فشل کا سبب تنازع اور تنازع کا سبب عصیان تھا۔ (تفسیر عثمانی)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اُحد کے مصائب سزا نہیں بلکہ آزمائش تھے

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ

ترجمہ: جب تم چڑھے جاتے تھے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے کسی کو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریجؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہؓ غزوہ اُحد میں پہاڑوں میں چڑھ رہے تھے۔ خالد بن ولید کے ۲۰۰ گھوڑا سواروں کے اچانک حملہ سے کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔

گھمسان کی جنگ میں صحابہؓ چونکہ پیدل تھے اور دشمن گھوڑا سوار تھے، اس لئے دشمن نے صحابہؓ پر تیروں کی بارش کردی۔ اب چونکہ جنگ میدان کے بجائے پہاڑ پر چڑھ کر دفاعی پوزیشن میں لڑی جاسکتی تھی زمینی مقابلہ میں۔ ستر (۷۰) صحابہؓ شہید ہو چکے تھے۔ اور خود حضور ﷺ بھی پہاڑ پر ہی ایک مقام پر پہلے سے موجود تھے، جہاں دشمن تیروں کی بارش کر رہا تھا۔ اور صحابہؓ جوابی تیر برسا کر دشمن کو روک رہے تھے۔ چنانچہ صحابہؓ کو جب حضور ﷺ نے آواز دے کر اپنی موجودگی کی جگہ کی نشاندہی کی تو صحابہؓ سب وہاں آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اور پھر وہاں سے کفار پر تیروں سے جوابی حملہ کیا جس سے ابوسفیان کا لشکر ناکام ہوا اور واپس لوٹ گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

غزوہ اُحد کے واقعات کا اجمالی تذکرہ

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ غزوہ اُحد کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:[1]

قریش مکہ جب بدر سے بُری طرح شکست کھا کر مکہ واپس ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ کاروانِ تجارت جس کو ابوسفیان ساحلی راستے سے بچا کر نکال لائے تھے وہ مع اصل سرمایہ اور زر منافع دارالندوہ میں بطور امانت محفوظ ہے۔ بدر کی اس بے طرح ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا زخم یوں تو ہر شخص کے دِل میں تھا، لیکن جن لوگوں کے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، خویش اور اقارب بدر میں مارے گئے، اُن کو رہ رہ کر جوش آتا تھا۔ جذبہ انتقام سے ہر شخص کا سینہ لبریز تھا۔

بالآخر ابوسفیان بن حرب[2]، عبداللہ بن ابی ربیعہ۔ عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام، حویطب بن عبدالعزیٰ، صفوان بن امیہ اور دیگر سردارانِ قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے کہ کاروانِ تجارت بطور امانت محفوظ ہے، اس میں اسے اصل سرمایہ تو تمام شرکاء پر بقدر حصص تقسیم کر دیا

---

[1]...... سیرت مصطفےٰ ﷺ ج۲ ص ۲۰۱ تا ۲۷۳ (تلخیص)، [2]...... جنگ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا حنظلہ اور عکرمہ کا باپ ابوجہل اور حارث بن ہشام کا بھائی ابوجہل بن ہشام اور صفوان بن امیہ کا باپ امیہ قتل ہوئے۔ مگر بعد میں چل کر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام اور حویطب اور صفوان سب مسلمان ہوئے، رضی اللہ عنہم۔ (زرقانی ج۲ ص۲۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جائے اور زر منافع کلیۃً محمد (ﷺ) سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے تا کہ ہم مسلمانوں سے اپنے باپ اور بیٹوں، خویش اور اقارب، اعیان اور اشراف کا جو بدر میں مارے گئے، انتقام لیں۔ بیک آواز سب نے نہایت طیب خاطر سے اس درخواست کو قبول کیا اور زر منافع جس کی مقدار پچاس ہزار دینار تھی، وہ سب اس کام کے لئے جمع کر دیا گیا۔

اسی بارے میں حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ

(الانفال آیت ۳۶)

ترجمہ: تحقیق کافر اپنے مالوں کو خرچ کر رہے ہیں تا کہ لوگوں کو خدا کے راستے سے روک دیں۔ سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے۔ پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے۔ پھر آخر مغلوب ہوں گے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

قریشی عورتیں (قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا) غرض یہ کہ قریش نے خوب تیاری کی اور عورتوں کو بھی ہمراہ لیا تا کہ وہ رجزیہ اشعار سے لڑنے والوں کی ہمت بڑھائیں اور بھاگنے والوں کو غیرت دلائیں۔ نیز لڑنے والے عورتوں کی بے حرمتی کے خیال سے دِل کھول اور سینہ ٹھوک کر لڑیں۔ پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں۔ اور قبائل میں قاصد دوڑائے کہ

اس جنگ میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دیں۔ اس طرح تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع ہو گیا، جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے۔ اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں۔ یہ تین ہزار کا لشکر جرار نہایت کرّ وفر سے ابوسفیان بن حرب کی سرکردگی میں شوال ۳ھ میں مکہ سے روانہ ہوا۔[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع (حضرت عباسؓ کا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ارادہ کی اطلاع دینا) حضرت عباسؓ نے یہ تمام حالات لکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ روانہ کئے اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ تین دِن کے اندر اندر کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خط پہنچا دے۔[2]

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ یہ خبر پاتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس اور مونس رضی اللہ عنہما کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ بعد ازاں حضرت حبابؓ بن منذر کو ان کا اندازہ کرنے کے لئے بھیجا کہ معلوم کریں فوج کی کتنی تعداد ہے۔ حضرت حبابؓ نے آ کر ٹھیک اندازہ اور صحیح تخمینہ سے اطلاع دی۔ تمام

---

[1]...... ابن سعد، الطبقات ج ۲ ص ۳۷، زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۲۰، طبری، تاریخ الامم ج ۳ ص ۹، [2]...... ابن سعد حوالہ مذکور زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۲۱

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

شب حضرات سعد بن معاذ، اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے مسجد نبوی کا پہرہ دیا اور شہر کے اطراف و جوانب میں بھی پہرے بٹھلا دیئے گئے۔[1] یہ جمعہ کی شب تھی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو بلا کر مشورہ کیا۔ اکابر مہاجرین و انصار نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ ہی میں پناہ گزین ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ لیکن جو نوجوان جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شوقِ شہادت میں بے چین اور بے تاب تھے، ان کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب[2] دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں اور ایک گائے ہے کہ ذبح کی جا رہی ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ بمنزلہ مضبوط زرہ کے ہے اور ذبح بقر سے اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحابؓ میں سے کچھ شہید ہوں گے۔ لہٰذا میری رائے میں مدینہ ہی میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے اور خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اور اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر اسی تلوار کو دوبارہ ہلایا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ ہو گئی۔ جس کی تعبیر یہ تھی کہ صحابہؓ کرام بمنزلہ تلوار کے تھے جو آپ کے دشمنوں پر وار کرتے تھے۔ صحابہؓ کو جہاد میں لے جانا بمنزلہ تلوار کے

---

[1] ...... ابن سعد، حوالہ مذکور، [2] ...... یہ خواب آپ نے اسی شب جمعہ میں دیکھا تھا۔ دیکھئے الطبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۶

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہلانے کے تھا۔ ایک مرتبہ ہلایا یعنی غزوہ اُحد میں تو اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا یعنی کچھ صحابہؓ شہید ہو گئے۔ پھر اسی تلوار کو دوسرے غزوہ میں استعمال کیا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ اور تیز ہو گئی اور خوب دشمنوں پر چلی۔

عبداللہ بن ابی رأس المنافقین سے بھی ہوشیار اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مشورہ لیا گیا۔ اس نے یہ کہا کہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا اور اہل مدینہ نے اندرون شہر ہی رہ کر مقابلہ کیا تو فتح پائی اور جب باہر نکل کر حملہ کیا تو ناکام رہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ مدینہ سے باہر نہ نکلیے۔ خدا کی قسم! جب کبھی ہم مدینہ سے باہر نکلے تو دشمنوں کے ہاتھوں تکلیف اُٹھائی۔ آپ مدینہ کی ناکہ بندی فرما دیں۔ دشمن اگر بالفرض مدینہ میں گھس آیا تو مرد ان کا تلوار سے مقابلہ کریں گے اور بچے اور عورتیں چھتوں سے سنگ باری کریں گے اور اگر باہر سے ہی ناکام واپس ہو گئے تو **فھو المراد**۔[1]

مگر بعض اکابر اور نوجوانوں نے اس پر زیادہ اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو اس دِن کے متمنی اور مشتاق ہی تھے اور خدا سے دُعائیں مانگ رہے تھے۔ خدا وہ دِن لے آیا اور مسافت بھی قریب ہے۔ حضرات حمزہ اور سعد بن عبادہ

---

[1]......طبری، تاریخ الامم (۱۳۸۷) ج ۲ ص ۵۰۲، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۲۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اورنعمان بن مالک رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے مدینہ میں رہ کر ان کی مدافعت کی تو ہمارے دُشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے۔ اور حضرت حمزہؓ نے یہ کہا:

وَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ لَا اَطْعَمُ الْیَوْمَ طَعَامًا حَتّٰی اُجَادِلَهُمْ بِسَیْفِیْ خَارِجَ الْمَدِیْنَةِ [1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی، میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا، جب تک مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کرلوں۔

نعمان بن مالک انصاریؓ نے عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تُحْرِمْنَا الْجَنَّةَ فَوَ الَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کو جنت سے محروم نہ کیجیے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کس بنا پر؟ حضرت نعمانؓ نے عرض کیا:

لِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ لَا اَفِرُّ یَوْمَ الزَّحْفِ

---

[1] ...... ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج۴ ص۱۲، زرقانی شرح مواہب ج۲ ص۲۳

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اللہ کے برحق رسول ہیں اور میں لڑائی میں کبھی بھاگتا نہیں۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لِاَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ

ترجمہ: اس وجہ سے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

صَدَقْتَ تو نے سچ کہا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی اور شہادت کے سودائی یعنی نوجوانوں کا اصرار تو پہلے ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جائے، لیکن مہاجرین و انصار میں سے بعض اکابر جیسے حضرت حمزہؓ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب ہیں اور ان کی بھی یہی رائے ہے تو آپ ﷺ نے بھی یہی عزم فرمالیا۔

یہ جمعہ کا دِن تھا۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر وعظ فرمایا اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور تیاری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی خداوند ذوالجلال کے محبین و مخلصین، عاشقین و والہین اور خداوند قدوس کے لقاء کے شائقین کی جانوں میں جان آگئی اور سمجھ گئے کہ اب اس دُنیا کے جیل خانہ اور

اس قفس سے ہماری رہائی کا وقت آ گیا۔

سلاح پوشی (آنحضرت ﷺ کی تیاری اور سلاح پوشی) عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرہ شریفہ میں تشریف لے گئے اور صاحبین (یعنی آپ ﷺ کے وہ دو ساتھی جو دُنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں، میدانِ حشر اور حوضِ کوثر اور جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے) یعنی حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما وہ بھی آپ کے ساتھ حجرہ میں گئے۔

ہنوز آپ ﷺ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ حضرت سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو شہر سے باہر جا کر حملہ کرنے پر مجبور کیا۔ حالانکہ آپ ﷺ پر اللہ کی وحی اُترتی رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ کی رائے اور منشاء پر چھوڑ دیا جائے۔

اتنے میں آپ دو زرہیں تو بر تو پہن کر اور مسلح ہو کر باہر تشریف لے آئے۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے غلطی سے خلافِ مرضی مبارک اصرار کیا جو ہمارے لئے کسی طرح مناسب اور زیبا نہ تھا۔ آپ صرف اپنی رائے پر عمل فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر اتار دے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے نام پر چلو اور میں جو حکم دوں وہ کرو اور سمجھ لو کہ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی فتح اور نصرت تمہارے ہی لئے ہے۔[1]

فوج کا معائنہ اور روانگی (آنحضرت ﷺ کی روانگی اور فوج کا معائنہ) ۶ شوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ﷺ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرات سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ ﷺ کے آگے آگے تھے اور سب مسلمان آپ کے دائیں اور بائیں چلتے تھے۔[2] مدینہ سے باہر نکل کر جب مقام شیخین[3] پر پہنچے تو فوج کا جائزہ لیا۔ ان میں جو نو عمر اور کم سن تھے، ان کو واپس فرمایا، جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ	۲۔ حضرت زید بن ثابتؓ
۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ	۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ

---

[1]...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ہر پیغمبر علیہ السلام کا یہی حکم ہے کہ ہتھیار لگا لینے کے بعد بغیر جہاد کے ہتھیار اُتارنا جائز نہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نفل اور مستحب شروع کر لینے کے بعد اس کا اہتمام اور پورا کرنا واجب ہے۔ فافہم۔

[2]...... ابن سعد، الطبقات ج ۲ ص ۳۹، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۲۳،

[3]...... شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے جو مدینہ اور اُحد کے مابین واقع ہیں۔ وہاں ایک اندھا اور بوڑھا یہودی اور ایک اندھی اور بڑھیا یہودن رہا کرتے تھے۔ اس لئے وہ ٹیلے شیخین کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (طبری ج ۳ ص ۱۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۵۔حضرت اسید بن ظہیرؓ ۶۔حضرت عرابہؓ

۷۔حضرت براء بن عازبؓ ۸۔حضرت زید بن ارقمؓ

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں سترہ (۱۷) صحابیؓ پیش کیے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال تھی۔ نبی کریم ﷺ نے نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا۔ جب ایک سال بعد پندرہ سال کے سن میں پیش کیے گئے تو آپ نے اجازت دی۔[1]

ان کمسنوں میں رافع بن خدیج بھی تھے۔ انہوں نے یہ ہوشیاری کی کہ انگوٹھوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے تا کہ دراز قامت معلوم ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ نیز ان کی نسبت یہ بھی کہا کہ بڑے تیرانداز ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ نافع سے دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کن کن غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ نافع نے کہا: مجھ سے خود ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب غزوہ بدر ہوا تو اس وقت میں ۱۳ سال کا تھا۔ جب غزوہ احد ہوا تو اس وقت میں ۱۴ سال کا تھا۔ غزوہ بدر میں تو میں نے جانے کا ارادہ ہی نہیں کیا لیکن غزوہ احد میں شریک ہونے کی بارگاہ نبوی میں استدعا کی۔ لیکن آپ ﷺ نے کم سنی کی وجہ سے قبول نہ فرمایا۔ اور علیٰ ہذا زید بن ثابتؓ

---

[1]...... زرقانی، کتاب وجلد۲ ص ۲۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور اوس بن عرابہؓ کو بھی کم سن ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا۔ مگر رافعؓ بن خدیج کو دراز قامت ہونے کی وجہ سے اجازت دی۔

جب غزوہ خندق پیش آیا تو اس وقت میں ۱۵ سال کا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے مجھ کو اجازت دی اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس حدیث کو سُن کر فوراً کاتب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔ اس لیے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی درخواست کرتے ہیں، لہٰذا خوب تحقیق کر لی جائے کہ جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو، مجاہدین اور مقاتلین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اور پندرہ سال سے کم ہو، اس کا نام ذریۃ بچوں کی فہرست میں لکھا جائے۔ سمرہ بن جندبؓ جو انہیں کے ہم سن تھے، انہوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں اپنے علاتی باپ مری بن سنان سے کہا: اے باپ! رافع کو تو اجازت مل گئی اور میں رہ گیا حالانکہ میں ان سے زیادہ قوی ہوں۔ رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں۔ مری بن سنان نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے رافع کو اجازت دی اور میرے بیٹے کو واپس فرمایا، حالانکہ میرا بیٹا رافع کو پچھاڑ سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے رافع اور سمرہ کی کشتی کرائی۔ سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا۔ آپ نے سمرہ کو بھی اجازت دی۔[1] بچے اور بوڑھے، جوان اور ادھیڑ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

سب کے سب ایک ہی شراب کے مخمور اور ایک ہی نشہ کے چور تھے، شہید ہونے سے پہلے یہ خنجر تسلیم سے شہید ہو چکے تھے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

منافقین کی علیحدگی (لشکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی اور واپسی)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے قریب پہنچے تو رأس المنافقین عبداللہ بن ابی جو تین سو آدمیوں کی جمعیت اپنے ہمراہ لایا تھا، یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ آپ نے میری رائے نہیں مانی، ہم بے وجہ کیوں اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں؟ یہ جنگ نہیں ہے، اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو تمہارا ساتھ دیتے۔ انہی لوگوں کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۷)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفیعہ بن جانا۔ وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو

ا......طبری، تاریخ الامم (۱۳۸۸) ج ۳ ص ۱۲

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید

گئے بہ نسبت اُس حالت کے وہ ایمان سے نزدیک تھے۔ یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو اُن کے دِل میں نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دِل میں رکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف سات سو صحابہؓ کرام رہ گئے، جن میں صرف سو آدمی زرہ پوش تھے اور سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے: ایک آپ ﷺ کا اور ایک حضرت ابو بردہؓ ہانی بن نیار حارثی کا۔[1]

قبیلہ خزرج میں سے بنی سلمہ نے اور قبیلہ اوس میں سے بنی حارثہ نے بھی ابن ابی کی طرح واپسی کا ارادہ کیا اور یہ دونوں قبیلے لشکر کے دونوں طرف تھے، توفیق خداوندی نے ان کی دست گیری کی۔ خدا نے ان کو بچا لیا اور واپس نہیں ہوئے۔ ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۲)

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب ہمت ہار دی تم میں کے دو گروہوں نے اور اللہ ان کا مددگار تھا، اس لئے وہ واپسی سے محفوظ رہے اور تمام مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

ہنوز آپ ﷺ مقام شیخین ہی میں تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

---

[1]...... زرقانی ج ۲ ص ۲۶، طبری حوالہ مذکور

حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور یہیں شب کو قیام فرمایا اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے تمام لشکر کی پاسبانی کی۔ وقتاً فوقتاً لشکر کا ایک چکر لگاتے اور واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیتے۔

شب کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا۔ جب اُحد کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ نے اذان اور قامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اصحابؓ کو نماز پڑھائی۔

ترتیب فوج نماز سے فارغ ہو کر لشکر کی جانب متوجہ ہوئے۔ مدینہ کو سامنے اور اُحد کو پشت پر رکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا اور جو صفیں چند لمحہ پہلے خداوند ذوالجلال کی تعظیم اور اجلال کے لئے دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں، اب وہ اس کبیر متعال کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی اور اس کے راستہ میں جہاد وقتال کے لئے کھڑی ہو گئیں۔[1]

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ جبل اُحد کے پیچھے بٹھلا دیا تا کہ قریش پشت سے حملہ نہ کر سکیں اور حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر ہم کو مشرکین پر غالب ہوتے دیکھو،

---

[1]...... ابن سعد، الطبقات ج۲ ص ۲۷

تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اگر مشرکین کو ہم پر غالب ہوتے دیکھو، تب بھی اس جگہ سے نہ سرکنا اور نہ ہماری مدد کے لئے آنا۔[۱]

مسند احمد اور معجم طبرانی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: تم اس جگہ کھڑے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو۔[۲]

قریش کے لشکر کا حال قریش کا لشکر چہار شنبہ (بدھ) ہی کو مدینہ پہنچ کر اُحد کے دامن میں پڑاؤ ڈال چکا تھا، جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ جن میں سے سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور اشرافِ مکہ کی پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔[۳] نفسانی، شہوانی اور شیطانی لوگوں کا دھندا ایسا ہی ہوتا ہے، **نعوذ باللہ منہ**۔

ان عورتوں میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) ہند بنت عتبہ، ابوسفیان کی بیوی اور حضرت معاویہؓ کی ماں

(۲) اُمّ حکیم بنت حارث بن ہشام، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی

(۳) فاطمہ بنت ولید، حارث بن ہشام کی بیوی

---

۱ ...... بخاری، الجامع الصحیح ج۲ ص۵۷۹ باب غزوہ احد کتاب المغازی،

۲ ...... ابن حجر، فتح الباری ج۷ ص۲۷۰، ۳ ...... زرقانی ج۲ ص۲۶، طبری تاریخ الامم ج۳ ص۵۰۳، فتح الباری ج۷ ص۲۷۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۴) برزہ بنت مسعود، صفوان بن امیہ کی بیوی

(۵) ریطہ بنت شیبہ، عمرو بن العاص کی بیوی

(۶) سلافہ بنت سعد، طلحہ بن ابی طلحہ جمحی کی بیوی

(۷) خناس بنت مالک، مصعب بن عمیر کی والدہ

(۸) عمرہ بنت علقمہ

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ سوائے خناس اور عمرہ کے یہ سب عورتیں بعد میں چل کر مشرف باسلام ہوئیں، رضی اللہ عنہن۔

قریش نے اپنے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو اور پیادوں پر صفوان بن امیہ کو اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو اور تیر اندازوں پر عبداللہ بن ابی ربیعہ کو افسر مقرر کیا۔

بعد میں چل کر قریش کے یہ پانچوں امرائے لشکر مشرف باسلام ہوئے، رضی اللہ عنہم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین سے خطاب فریقین کی صفیں مرتب ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار کو ہاتھ میں لے کر یہ فرمایا: **مَنْ يَّأْخُذُ هٰذَا السَّيْفَ بِحَقِّهٖ** یعنی کون ہے جو اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے؟

یہ سُن کر بہت سے ہاتھ اس سعادت کے حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روک لیا۔ اتنے

www.khudamahlesunat.com

میں حضرت ابو دجانہؓ اُٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس تلوار کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے یہاں تک کہ خم ہو جائے۔

یہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے، معجم طبرانی میں حضرت قتادہ بن النعمانؓ سے اور مسند بزار میں حضرت زبیرؓ سے مروی ہے۔[1]

حافظ ابو بشر دولابی نے اس حدیث کو کتاب الکنیٰ میں حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو کبھی قتل نہ کرنا اور اس کو لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلہ سے فرار نہ ہونا۔

حضرت ابو دجانہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں یعنی اس کا حق ادا کروں گا۔ آپ نے فوراً وہ تلوار حضرت ابو دجانہؓ کو مرحمت فرما دی۔

غالباً آپ ﷺ کو بذریعہ وحی الٰہی کے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ (حضرت) ابو دجانہؓ اس کا حق ادا کرے گا، اس لئے صرف حضرت ابو دجانہؓ ہی کو عطا فرمائی، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[2]

فائدہ: حضرت ابو دجانہؓ بڑے شجاع اور بہادر تھے۔ جنگ کے وقت

---

[1] ...... ابن حجر، الاصابہ ج۴ ص۱۲۳، [2] ...... ابن حجر، الاصابہ (۱۷۳) ج۴ ص۵۸، زرقانی، شرح مواہب ج۲ ص۲۸

www.khudamahlesunat.com

ان پر تبختر یعنی ناز و انداز اور وجد وسکر کی خاص کیفیت ہوتی تھی۔لڑائی کے وقت سُرخ عمامہ باندھ لیتے تھے اور خراماں خراماں چلتے[1] غالباً اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار عطا کی، جیسا کہ آئندہ ان کے جہاد و قتال سے معلوم ہوگا۔

آغازِ جنگ اور مبارزین قریش کا ایک ایک کر کے قتل قریش کی طرف سے سب سے پہلے میدانِ جنگ میں ابو عامر نکلا جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور زہد اور پارسائی کی وجہ سے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب مدینہ میں اسلام کا نور چمکا تو یہ شپرہ چشم اس کی تاب نہ لا سکا اور مدینہ سے مکہ چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے راہب کے فاسق نام تجویز فرمایا۔اس فاسق نے مکہ آکر قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا اور معرکہ اُحد میں خود ان کے ساتھ آیا۔اور یہ باور کرایا کہ قبیلہ اوس کے لوگ جب مجھ کو دیکھیں گے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

پہلا مبارز چنانچہ معرکہ اُحد میں سب سے پہلے یہی ابو عامر میدان میں آیا اور للکار کر کہا: **يَا مَعْشَرَ الْأَوْسِ أَنَا أَبُوْ عَامِرٍ** یعنی اے گروہ اوس! میں ابو عامر ہوں۔

خدا اوس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے، جنہوں نے فوراً ہی یہ جواب دیا:

---

[1]...... زرقانی، حوالہ مذکور

www.khudamahlesunat.com

لَا اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا يَا فَاسِقُ

ترجمہ: اے خدا کے فاسق اور نافرمان! خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔

ابو عامر یہ دندان شکن جواب سن کر خائب و خاسر واپس ہوا اور جا کر یہ کہا کہ میرے بعد میری قوم کی حالت بدل گئی۔[1]

دوسرا مبارز بعد ازاں مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا اور للکار کر یہ کہا: اے اصحابِؓ محمد (ﷺ)! تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تم کو جنت میں جلد پہنچاتا ہے۔ پس کیا تم میں سے ہے کوئی جس کو میری تلوار جلد جنت میں یا اس کی تلوار مجھ کو جلد جہنم میں پہنچائے؟

یہ سنتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقابلے کے لئے نکلے اور تلوار چلائی، جس سے اس کا پیر کٹ گیا اور منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ حضرت علیؓ شرما کر پیچھے ہٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے علیؓ! کیوں ہٹے؟ آپؓ نے فرمایا: مجھ کو اس کے ستر کھل جانے سے شرم آ گئی۔[2]

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر

---

[1]...... زرقانی، کتاب و جلد مذکور ص ۳۰، ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۲ ص ۷۹، طبری، تاریخ الامم (۱۳۹۹) ج ۳ ص ۱۶، ابن سید الناس، عیون الاثر ج ۱ ص ۳۳۶، ابن کثیر البدایۃ والنہایہ ج ۴ ص ۱۶،
[2]...... زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۱، طبری، تاریخ الامم (۱۳۹۶) ج ۳ ص ۹

www.khudamahlesunat.com

تلوار چلائی، جس سے سر کے دو حصے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔[1]

غالبًا حضرت علیؓ کی پہلی تلوار اس کے قدم پر پڑی، جس سے پیر کٹ گیا اور دوسری تلوار سر پر پڑی، جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ ابن جریر کی روایت میں پہلے وار کا ذکر ہے اور ابن سعد کی روایت میں دوسرے وار کا، لہٰذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

تیسرا مبارز بعد ازاں عثمان بن ابی طلحہ نے علم سنبھالا اور یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا:

اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا
اَنْ تَخْضَبَ الصَّعْدَۃُ اَوْ تَنْدُقَّا

ترجمہ: علمبرداروں کا یہ فرض ہے کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ دشمن کے خون سے رنگین ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہؓ نے بڑھ کر حملہ کیا اور عثمان بن ابی طلحہ کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیئے اور علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا کام تمام ہوا۔

چوتھا مبارز اس کے بعد ابو سعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔

[1]...... ابن سعد، الطبقات ج ۲ ص ۴۰

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فوراً ہی ایک تیر تاک کر اس کے حلق پر مارا جس سے اس کی زبان باہر نکل آئی۔ آگے بڑھ کر فوراً قتل کیا۔

پانچواں مبارز اس کے بعد مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اُٹھایا۔ حضرت عاصم بن ثابتؓ نے ایک ہی وار میں قتل کیا۔

چھٹا مبارز اس کے بعد حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اس کو بھی حضرت عاصمؓ نے ایک ہی وار میں قتل کیا اور بقول بعض حضرت زبیرؓ نے اس کو قتل کیا۔

ساتواں مبارز پھر کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم ہاتھ میں پکڑا اور حضرت زبیرؓ نے آگے بڑھ کر قتل کیا۔

آٹھواں مبارز اس کے بعد جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اُٹھایا۔ فوراً ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے اس کو قتل کیا۔

نواں مبارز اس کے بعد ارطاۃ بن شرحبیل نے جھنڈا ہاتھ میں لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا کام تمام کیا۔

دسواں مبارز شریح بن قارظ علم لے کر آگے بڑھا، آناً فاناً اس کا بھی کام تمام ہوا۔ شریح کے قاتل کا نام معلوم نہیں کہ کون تھا؟

گیارہواں مبارز اس کے بعد شریح کا غلام جس کا نام صواب تھا، وہ علم لے کر سامنے آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت حمزہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے علیٰ اختلاف الاقوال اس کا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بھی کام تمام کیا۔[1]

اس طرح سے قریش کے بائیس سردار مارے گئے، جن کے نام علامہ ابن ہشامؒ نے بالتفصیل ذکر کئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بتلایا ہے فلاں فلاں سردار فلاں فلاں صحابی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔[2]

حضرت ابو دجانہؓ کی بہادری حضرت ابو دجانہؓ جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی، نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اول انہوں نے اپنا سرخ عمامہ نکالا اور سر پر باندھا اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے اور یہ اشعار زبان پر تھے:

اَنَـا الَّـذِیْ عَـاهَـدَنِـیْ خَـلِـیْـلِـیْ
وَنَـحْـنُ بِـالسَّـفْـحِ لَـدَی الـنَّـخِـیْـلِ

ترجمہ: میں وہی ہوں جس سے میرے اس دوست نے عہد لیا ہے (کہ جس کی محبت میرے خلال قلب یعنی اندرونِ قلب میں سرایت کر چکی ہے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ نے) درآنحالیکہ ہم پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

اَنْ لَّا اَقُـوْمَ الـدَّهْـرَ فِـی الْـكَـیُـوْلِ
اَضْـرِبْ بِسَیْفِ الـلّٰـهِ وَ الـرَّسُـوْلِ

[1] ...... زرقانی، شرح مواہب ج۲ ص۳۱، ابن سعد الطبقات ج۲ ص۲۸،

[2] ......ابن ہشام، سیرۃ النبی ج۳ ص۱۰۳، زرقانی، شرح مواہب ج۲ ص۳۱

ترجمہ: وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی صف میں نہ کھڑا ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تلوار سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو دجانہؓ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا: یہ چال اللہ کو سخت ناپسند ہے، مگر ایسے وقت میں نہیں (یعنی جب کہ محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہو، اپنے نفس کے لئے نہ ہو)۔

حضرت ابودجانہؓ صفوں کو چیرتے جاتے تھے۔ جو سامنے آ گیا، اس کی لاش زمین پر ہوتی تھی، یہاں تک کہ ابو سفیان کی بیوی ہند بالکل سامنے آ گئی۔ حضرت ابو دجانہؓ نے اس پر تلوار اُٹھائی مگر فوراً ہی ہاتھ روک لیا کہ یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ خاص رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو ایک عورت پر چلایا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابو دجانہؓ ہند کے قریب پہنچے تو اس نے لوگوں کو آواز دی مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا۔ حضرت ابو دجانہؓ فرماتے ہیں: مجھ کو اس وقت یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو ایک بے پناہ اور بے سہارا عورت پر آزماؤں۔[1]

حضرت حمزہؓ کی شجاعت اور شہادت کا ذکر

حضرت حمزہؓ کے شیرانہ

---

[1]...... ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج۴ ص۱۶، زرقانی ج۲ ص۲۹، ابن ہشام، سیرۃ ج۳ ص۱۴، طبری، تاریخ (۱۳۹۷) ج۳ ص۵۱۰، ۵۱۱

www.khudamahlesunat.com

حملہ سے کفار سخت پریشان تھے۔ جس پر تلوار اُٹھاتے، اس کی لاش زمین پر نظر آتی۔

وحشی بن حرب جو جبیر بن مطعم کا حبشی غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور جبیر کو اس کا بہت صدمہ تھا۔ جبیر نے وحشی سے یہ کہا کہ اگر میرے چچا کے بدلہ میں حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دے، تو تو آزاد ہے۔ جب قریش جنگ اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو وحشی بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب اُحد پر فریقین کی صفیں قتال کے لئے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزیٰ "هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ" (ہے میرا کوئی مقابل) پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت حمزہؓ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے: اے سباع! تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا۔ ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

وحشی حضرت حمزہؓ کی تاک میں ایک پتھر کے نیچے چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ ادھر سے گزرے تو وحشی نے پیچھے سے ناف میں نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔

حضرت حمزہؓ چند قدم چلے، مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ روایت صحیح بخاری کی ہے۔ مسند ابی

داؤد طیالسی میں ہے: وحشی کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہؓ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا، قتل و قتال میرا مقصد نہ تھا۔[1]

حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا، اس لئے کہ میرا کوئی مقصد نہ تھا۔ صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہؓ کو شہید کیا۔[2]

فائدہ: فتح مکہ کے بعد وفد طائف کے ساتھ وحشی بارگاہِ رسالت میں مدینہ منورہ مشرف باسلام ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ لوگوں نے ان کو دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ وحشی ہے یعنی آپ کے عم محترم کا قاتل۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْهُ فَلَاِسْلَامُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ قَتْلِ اَلْفِ کَافِرٍ

ترجمہ: اس کو چھوڑ دو۔ البتہ ایک شخص کا مسلمان ہونا، میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے وحشی سے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا واقعہ دریافت کیا۔ وحشی نے نہایت خجالت و ندامت کے ساتھ محض تعمیل ارشاد کی غرض سے واقعہ عرض کیا۔ وحشی نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ نے

[1]...... ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۲، [2]...... ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۳ ص ۱۷

عبدالوحید الحنفی

ان سے یہ فرمایا کہ اگر ہو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کرو۔ اس لئے کہ تم کو دیکھ کر چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ وحشی رضی اللہ عنہ کو چونکہ آپ ﷺ کو ایذاء پہنچانا مقصود نہ تھا، اس لئے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو پس پشت بیٹھتے اور اس فکر میں رہے کہ اس کا کوئی کفارہ کروں۔ چنانچہ اس کے کفارہ میں مسیلمہ کذاب کو اسی نیزہ سے مار کر واصل جہنم کیا، جس نے خاتم النّبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور جس طرح حضرت حمزہؓ کو ناف پر نیزہ مار کر شہید کیا، اسی طرح مسیلمہ کذاب کو بھی ناف ہی پر نیزہ مار کر قتل کیا۔ اس طرح ایک خیر الناس کے قتل کی ایک شر الناس (بدترین خلائق) کے قتل سے مکافات کی۔[1]

صحیح بخاری میں ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل میں وحشیؓ کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک تھے۔ واقدی، اسحٰق بن راہویہ اور حاکم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی تھے۔ بعض عدی بن سہل، بعض ابو دجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شن بن عبداللہ تھے (رضی اللہ عنہم)، جیسا کہ ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنِّیْ وَوَحْشِیُّهُمْ
ضَرَبْنَا مُسَیْلَمَةَ الْمُفْتِنَ

---

[1] ...... ابن حجر، فتح الباری ج ۳ ص ۲۷۴، ۲۵۸، ابن ہشام، سیرۃ ج ۳ ص ۱۸

www.khudamahlesunat.com

ترجمہ: کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں اور وحشی دونوں نے مل کر مسیلمہ فتنہ پرداز کو مارا ہے۔

يَسْـــائَـلُـــنِـى الـنَّــاسُ عَـنْ قَتْـلِـــهٖ
فَــقُــلْـــتُ ضَـــرَبْـــتُ وَ هٰــذَا طَـعَــنَ

ترجمہ: لوگ مجھ سے مسیلمہ کے قتل کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کس نے مارا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا۔

فَــلَـسْـــتُ بِـصَـــاحِـبِـــهٖ دُوْنَـــه
وَلَيْــسَ بِـصَـــاحِـبِـــهٖ دُوْنَ شَـنٍّ

ترجمہ: پس حاصل یہ کہ مسیلمہ کا مستقل قاتل نہ تو میں ہوں اور نہ وحشی کو بغیر شن کی شرکت کے مستقل قاتل کہا جا سکتا ہے۔[1]

حضرت وحشیؓ راوی ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا: تو نے ہی حمزہؓ کو قتل کیا ہے؟ میں نے عرض کیا:

نَعَمْ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَكْرَمَهٗ بِيَدِیْ وَ لَمْ يُهِنِّیْ بِيَدِهٖ

ترجمہ: ہاں! اور شکر اس خدا کا جس نے حضرت حمزہؓ کو میرے ہاتھ شہادت کی کرامت اور عزت بخشی اور مجھ کو ان کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا۔

---

[1]...... فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۴، ۲۸۵

www.khudamahlesunat.com

کیوں کہ اگر وحشیؓ حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارے جاتے تو بحالت کفر مارے جاتے، جس سے بڑھ کر کوئی اہانت اور ذلت نہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: اے وحشی! جا اور خدا کی راہ میں قتال کر جیسا کہ تو خدا کے راستے سے روکنے کے لئے قتال کرتا تھا۔ **رواہ الطبرانی و اسنادہ حسن**۔[1]

حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ کی شہادت کا ذکر ابو عامر فاسق جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اس کے بیٹے حضرت حنظلہؓ اس معرکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

ابوسفیان اور حضرت حنظلہؓ کا مقابلہ ہو گیا۔ حضرت حنظلہؓ نے دوڑ کر ابوسفیان پر وار کرنا چاہا، لیکن پیچھے سے زداد بن اسود نے ایک وار کیا، جس سے حضرت حنظلہؓ شہید ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو ابر کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔

ان کی بیوی[2] سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حالت جنابت ہی میں جہاد کے لئے روانہ ہو گئے تھے اور اسی حالت میں شہید ہوئے۔[3]

۱...... سیوطی، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۲۱، ۲...... بیوی کا نام جمیلہ تھا، صحابیہؓ ہیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی بہن ہیں۔ (روض الانف و اصابہ)،

۳...... سیوطی، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۱۶

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جس روز حضرت حنظلہؓ شہید ہونے والے تھے، اسی شب ان کی بیوی نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حنظلہؓ اس میں داخل ہوئے اور داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر لیا گیا۔ بیوی اس خواب کو سمجھ چکی تھیں کہ حنظلہؓ اب اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا[1] اسی وجہ سے حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت حنظلہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ ﷺ نے منع فرمایا[2] **رواہ ابن شاهين و اسناده حسن۔**

مسلمانوں کے ان دلیرانہ اور جان بازانہ حملوں سے قریش کے میدانِ جنگ سے پیرا کھڑ گئے اور ادھر ادھر منہ چھپا کر اور پشت دکھا کر بھاگنے لگے اور عورتیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مسلمان غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

مسلمان تیر اندازوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا اور لڑائی کا پانسہ پلٹ جانا تیر اندازوں کی اس جماعت نے (جو کہ درّہ کی حفاظت کے لئے

۱...... سہیلی، روض الانف ج ۲ ص ۱۳۳، ج ۱ ص ۳۶۱ ۲...... ابن حجر، الاصابہ (۱۸۶۳)

www.khudamahlesunat.com

بٹھائی گئی تھی) جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی اور مسلمان مالِ غنیمت میں مشغول ہیں، یہ بھی اس طرف بڑھے۔ بعض صحابہؓ سے اجتہادی خطا ہو گئی۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے، اب یہاں ضرورت نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی یہ خطا قرآن میں ہی معاف کر دی۔

فرمایا:

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(سورۃ آل عمران آیت ۱۵۲)

ترجمہ: اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مومنوں پر۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آگے فرمایا:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (آل عمران آیت ۱۵۵)

ترجمہ: اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کر دیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑے حلم والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اور رفقاء کی شہادت خالد بن ولید نے جو اس وقت مشرکین کے میمنہ پر تھے، درّہ پر موجود صحابہؓ پر پشت سے حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہوئے۔[1]

---

[1]...... زرقانی، شرح مواہب ج۲ ص۳۱

www.khudamahlesunat.com

جنگ کے اس دوسرے مرحلہ میں پچاس تیراندازوں میں سے چالیس شہید ہو گئے۔

مصعب بن عمیرؓ کی شہادت مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملہ سے مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں اور دشمنانِ خدا، رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آ پہنچے۔

مسلمانوں کے علم بردار حضرت مصعب بن عمیرؓ آپ ﷺ کے قریب تھے۔ انہوں نے کافروں کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ ان کے بعد آپ ﷺ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔[1]

چونکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے، اس لئے کسی شیطان نے یہ افواہ اُڑا دی کہ نصیب دشمناں حضور ﷺ شہید ہو گئے۔ اس لئے تمام مسلمانوں میں (صدمہ سے) سراسیمگی اور اضطراب پھیل گیا اور اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سب کے سب (صدمہ سے) حواس کھو بیٹھے اور اس کیفیت میں زرہ اور خود میں ملبوس ہونے سے ایک دوسرے کی پہچان بھی مشکل ہوگئی۔

حضرت یمانؓ کی شہادت حضرت حذیفہؓ کے والد یمانؓ بھی اسی کشمکش میں آ گئے۔ حضرت حذیفہؓ نے دور سے دیکھا کہ مسلمان میرے باپ کو مارے ڈال رہے ہیں، پکار کر کہا: اے اللہ کے بندو! یہ میرا باپ

---

[1]...... ابن ہشام، سیرۃ النبی ج۳ ص ۱۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے۔ مگر اس ہنگامہ میں کوئی سنائی نہ دیتا تھا۔ حضرت یمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ یہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ تھے، تو بہت نادم ہوئے اور کہا خدا کی قسم! ہم نے پہچانا نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "**يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ**" یعنی اللہ تمہیں معاف کرے، وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قدر اور بڑھ گئی۔[1]

خالد بن ولید کا حملہ خالد بن ولید کے اس یکبارگی اور ناگہانی حملہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدم استقلال میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آیا۔ اور کیسے آ سکتا تھا، اللہ کا نبی اور اس کا رسول معاذ اللہ بزدل نہیں ہوسکتا۔ پہاڑ ٹل جائیں مگر انبیاء اللہ علیہم الف الف صلوات اللہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے۔ ایک پیغمبر کی تنہا شجاعت کل عالم کی شجاعت سے کہیں زیادہ وزنی اور بھاری ہوتی ہے۔

چنانچہ دلائل بیہقی میں مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

فَوَ الَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا زَالَتْ قَدَمُهٗ شِبْرًا وَاحِدًا وَ اِنَّهٗ

---

[1]...... طبری، تاریخ الامم (۱۴۲۲) ج ۳ ص ۵۳۰، ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۹، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۲، ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۳ ص ۸۷

لَقِیَ وَجْہَ الْعَدُوِّ وَ یُفِئُ اِلَیْہِ طَائِفَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ مَرَّۃً وَ تَفْتَرِقُ مَرَّۃً فَرُبَمَا رَاَیْتُہٗ قَائِمًا یَرْمِیْ عَنْ قَوْسِہٖ وَ یَرْمِیْ بِالْحَجَرِ حَتّٰی اِنْحَازُوْا عَنْہُ [1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات پاک کی، جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا، آپ کا قدم مبارک ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور بلاشبہ آپ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ صحابہؓ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی اور کبھی جاتی تھی اور بسا اوقات میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بہ نفس نفیس خود کھڑے ہوئے، تیر اندازی اور سنگ باری فرما رہے ہیں، یہاں تک کہ دشمن آپ سے ہٹ گئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آنحضرت ﷺ کے محافظین ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ اس ہلچل اور اضطراب میں چودہ اصحابؓ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔ سات مہاجرین میں سے اور سات انصار میں سے، جن کے نام حسب ذیل ہیں:

اسماء مہاجرین	اسماء انصار
(۱) ابوبکرؓ صدیق	(۱) ابو دجانہؓ
(۲) عمر بن الخطابؓ	(۲) حباب بن منذرؓ
(۳) عبدالرحمٰن بن عوفؓ	(۳) عاصم بن ثابتؓ

[1]...... زرقانی، کتاب وجلد مذکور ص ۳۴

(۴) سعد بن ابی وقاصؓ

(۵) طلحہ بن عبیداللہؓ

(۶) زبیر بن عوامؓ

(۷) ابو عبیدہ بن جراحؓ

(۴) حارث بن صمہؓ

(۵) سہل بن حنیفؓ

(۶) سعد بن معاذؓ

(۷) اسید بن حضیرؓ

مہاجرین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اس لئے نہیں ذکر کیا گیا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے شہید ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علم حضرت علیؓ کو عطا فرما دیا تھا۔ وہ مصروف جہاد وقتال تھے۔

یہ چودہ اصحابؓ آپ ﷺ کے ساتھ حفاظتی دستہ میں تھے لیکن کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے بعض حضرات کہیں چلے بھی جاتے تھے، مگر جلد ہی واپس ہو جاتے تھے۔ اس لئے کبھی آپ ﷺ کے ساتھ حفاظتی دستہ میں بارہ آدمی رہے۔ (جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے[۱] اور کبھی گیارہ جیسا کہ نسائی اور دلائل بیہقی میں حضرت جابرؓ سے بسند جید مروی ہے[۲])۔

اختلافِ اوقات اور اختلافِ حالات کی وجہ سے حاضرین بارگاہِ رسالت کے عدد میں روایتیں مختلف ہیں۔ ہر ایک راوی کا بیان اپنے

۱...... بخاری، الجامع الصحیح ج۲ ص۵۷۹ باب غزوہ اُحد کتاب المغازی، نسائی، سنن ج۲ ص۴۲، کتاب الجہاد، ۲...... مسلم، الجامع الصحیح ج۲ ص۱۰۷ باب غزوۃ احد کتاب الجہاد والسیر

اپنے وقت کے لحاظ سے بجا اور درست ہے۔ کسی وقت بارہ، کسی وقت گیارہ اور کسی وقت سات آدمی آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ بحمد للہ سب روایتیں متفق ہیں، کوئی تعارض نہیں۔[1]

حضور ﷺ پر حملہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ثابت قدمی صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش کا آپ ﷺ پر ہجوم ہوا تو یہ ارشاد فرمایا: کون ہے جو ان کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق بنے؟ انصار کے سات آدمی اس وقت آپ ﷺ کے پاس تھے، ساتوں انصاری باری باری لڑ کر شہید ہو گئے۔[2]

عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مرسلاً زہری کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر تلوار کے ستر وار ہوئے اور کوئی ضرب کارگر نہ ہوئی۔ اللہ نے محفوظ رکھا۔ عتبہ بن وقاص نے حضور ﷺ پر چار پتھر مارے، جن سے آپ ﷺ کا اگلا دایاں نچلا دانت ٹوٹ گیا اور زیریں لب زخمی ہو گیا۔ حافظ رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد وہ دانت ہے جو کاٹنے والے اور چبھنے والے دانتوں کے درمیان تھا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن بلتعہ کا بیان ہے کہ میں نے عتبہ بن وقاص کو قتل کر دیا۔ اور اس کا سر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر حاضر کر دیا۔ آپ ﷺ کو اس سے خوشی ہوئی اور میرے لئے دُعا کی۔ (روا الحاکم، گلدستہ تفاسیر ج۱ ص۶۹۹)

---

[1] ...... ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۷، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۵،

[2] ...... مسلم، حوالہ مذکور، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۶

www.khudamahlesunat.com

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ رَجَلٌ یَشْرِیْ لَنَا نَفْسَہٗ

ترجمہ: کون مرد ہے کہ جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کرے؟

یہ سنتے ہی زیادؓ بن سکن اور پانچ انصار کھڑے ہو گئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے جان نثاری اور جانبازی کے جوہر دکھلائے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور اپنی جان کو فروخت کر کے جنت مول لے لی۔

حضور ﷺ پر ابن قیمہ کا حملہ کفار کا مشہور جنگجو ابن قیمہ لڑتا ہوا رسول پاک ﷺ تک پہنچ گیا اور سر پر ایک وار کیا۔ آپ ﷺ کے مغفر کی کڑیاں کٹ گئیں اور پیشانی مبارک زخمی ہو گئی۔ سامنے والے چپٹے دانت کچھ ٹوٹ گئے اور آپ ﷺ زخم کی شدت کی وجہ سے چٹان سے ایک کھڈ میں اچانک گرنے سے صحابہؓ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ دوسری طرف کسی شیطان نے یہ آواز لگا دی کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے۔ یہ خبر اہل ایمان کے لئے پریشان کن تھی۔ یہ سنتے ہی صدمہ سے صحابہؓ کے ہوش خطا ہو گئے۔ حاتم بن ابی بلتہ نے خوب دادِ شجاعت دی اور جو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھتا، اس کو تہ تیغ کر دیتے۔

عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر مارا تو اس کو بھی قتل کر دیا۔ ابن قیمہ قریشی نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کر دیا۔ وہ قد و قامت اور جنگی لباس میں آپ ﷺ کے مشابہہ تھے، اس لئے اُس

نے مشہور کر دیا کہ میں نے نعوذ باللہ محمد (ﷺ) کو شہید کر دیا۔ یہ سُن کر اہل ایمان عشق رسالت کی بنا پر (صدمہ سے) ہوش وحواس کھو بیٹھے۔

ابن قیمہ کا انجام طبرانی نے حضرت امامہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن قیمہ سے فرمایا تھا:

اَقْمَاكَ اللّٰه اللہ تجھے بیخ بن سے ہلاک کر دے۔

اس بد دُعا ہی کا نتیجہ ہوا کہ کسی پہاڑی بکرے کو اللہ نے اُس پر مسلط کر دیا اور بکرے نے سینگ مارتے مارتے اُس کو پارہ پارہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر چٹان پر چڑھنا چاہتے تھے لیکن تہ بر تہ دو زرہیں پہنے تھے، اس لئے خود چڑھ نہ سکے۔ حضرت طلحہؓ نے نیچے بیٹھ کر اپنے اوپر رسول اللہ ﷺ کو اُٹھایا اور اس طرح آپ ﷺ چٹان پر پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: طلحہ نے واجب کر دیا یعنی اپنے لئے جنت کو۔ (گلدستہ تفاسیر ج ۱ ص ۶۹۹)

زیادؓ بن سکن کی شہادت زیادؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو میرے قریب لاؤ۔

لوگوں نے ان کو آپ ﷺ کے قریب کر دیا۔ انہوں نے اپنا رخسار آپ ﷺ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت قتادہ کی آنکھ حضرت قتادہ بن النعمانؓ فرماتے ہیں کہ اُحد

www.khudamahlesunat.com

کے دِن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ دشمنوں کے مقابل کر دیا۔ تا کہ دشمنوں کے تیر میرے چہرے پر پڑیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل پڑا۔ جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور میرے لئے دُعا فرمائی کہ اے اللہ! جس طرح قتادہؓ نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی حفاظت فرمائی، اسی طرح تو اس کے چہرے کو محفوظ رکھ اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز نظر بنا اور آنکھ کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اسی وقت آنکھ بالکل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہو گئی۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے آنکھ اس کی جگہ رکھ دی اور یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِہٖ جَمَالًا اے اللہ! اس کو حسن و جمال عطا فرما۔[2]

حضرت انسؓ بن النضر کی شہادت صحیح بخاری میں حضرت انسؓ راوی ہیں کہ میرے چچا انسؓ بن نضر کو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا

---

[1]...... رواہ الطبرانی و ابونعیم و الدارقطنی بنحوہ حوالہ ابن حجر، الاصابہ (۷۰۲۶) ج ۳ ص ۲۲۵، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۴۳، سیوطی، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۱۵،

[2]...... زرقانی، کتاب و جلد مذکور ص ۴۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بہت رنج تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! افسوس کہ میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد و قتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھ کو آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جدوجہد اور کیسی جانبازی اور سرفروشی دکھاتا ہوں۔

معرکہ اُحد میں حضرت انسؓ بن نضر نے کہا: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اس فعل سے معافی چاہتا ہوں جو میدان سے ذرا پیچھے ہٹے اور اس سے بری اور بیزار ہوں کہ جو مشرکین نے کیا اور تلوار لے کر آگے بڑھے۔ سامنے سے حضرت سعد بن معاذؓ آ گئے، ان کو دیکھ کر حضرت انسؓ بن نضر نے کہا:

این یا سعد! انی ریح الجنة دون احد [1]

اے سعد! کہاں جا رہے ہو؟ تحقیق میں تو احد کے نیچے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

دشمنوں کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ جسم پر تیر اور تلوار کے اسی (۸۰) سے زیادہ زخم پائے گئے۔ اور یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی:

---

[1] ...... بخاری ج ۲ کتاب المغازی غزوہ احد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(سورۃ الاحزاب آیت۲۳)

ترجمہ: مومنوں میں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد باندھا تھا، اس کو سچ کر دکھایا۔

مسلمانوں کی پریشانی اور بے چینی کا سبب جنگ کے دوران حضور ﷺ کا صحابہؓ کرام کی نظروں سے بوجہ زرہ اور خود میں ملبوس ہونے کے چہرہ انور مستور تھا۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے خود میں سے آپ ﷺ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اسی وقت میں نے باآواز بلند پکار کر کہا: اے مسلمانو! بشارت ہو تمہیں، یہ ہیں رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا: خاموش رہو۔ اگرچہ آپ نے دوبارہ کہنے سے منع فرمایا لیکن سب کے دِل اور کان اسی طرف لگے ہوئے تھے، اس لئے حضرت کعبؓ کی آواز سنتے ہی پروانہ وار آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں (جنگی حکمت عملی کے تحت) آپ ﷺ نے اپنی زرہ مجھ کو پہنا دی اور میری زرہ آپ نے خود پہن لی۔ دشمنوں نے رسول اللہ ﷺ کے خیال سے مجھ پر تیر برسانے شروع کیے۔ بیس سے زیادہ زخم آئے۔ (رواہ الطبرانی ورجال الثقات)

ابوسفیان کی پکار اور حضرت عمرؓ کا جواب قریش نے جب واپسی کا

ارادہ کیا تو ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ پکارا:

اَفِی الْقَوْمِ مُحَمَّدًا؟ کیا تم لوگوں میں محمد (ﷺ) زندہ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی جواب نہ دے۔ اسی طرح ابوسفیان نے تین بار آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ بعد ازاں یہ آواز دی:

اَفِی الْقَوْمِ اِبْنُ اَبِیْ قُحَافَہ؟

ترجمہ: کیا تم لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ صدیق) زندہ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی جواب نہ دے۔ اس سوال کو بھی تین بار کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اور پھر یہ آواز دی:

اَفِی الْقَوْمِ اِبْنُ الْخَطَّابِ؟ کیا تم میں عمر بن خطابؓ زندہ ہیں؟

اس فقرہ کو بھی تین مرتبہ دہرایا مگر جب کوئی جواب نہ آیا تو اپنے رفقاء سے خوش ہو کر یہ کہا:

اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوْا فَلَوْ کَانُوْا اَحْیَاءً لَاَجَابُوْا[1]

ترجمہ: بہرحال یہ سب قتل ہو گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔

---

[1]...... صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں فقط یہ الفاظ ہیں: **اما هولاء فقد قتلوا** اور **فلو کانوا** الخ کا ذکر نہیں۔ کتاب المغازی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **ان هولاء قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا**۔ ناچیز نے دونوں روایتوں کے الفاظ کو جمع کر دیا اور علیٰ ہذا رسول اللہ ﷺ اور حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کو تین تین مرتبہ پکارنا یہ کتاب الجہاد کی روایت ہے، کتاب المغازی کی روایت میں صرف ایک ایک مرتبہ پکارنے کا ذکر ہے۔ (مولانا ادریس کاندھلوی ...... سیرت مصطفےٰ ج ۲)

عبدالوحید حنفی

حضرت عمرؓ تاب نہ لا سکے اور چلا کر کہا:

كَذِبْتَ وَ اللّٰهِ يَا عَدُو اللّٰهِ اَبْقَى اللّٰه عَلَيْكَ مَا يُحْزِنُكَ

ترجمہ: اے اللہ کے دشمن! خدا کی قسم! تو نے بالکل غلط کہا، تیرے رنج وغم کا سامان اللہ نے ابھی باقی رکھ چھوڑا ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے (وطن اور قوم کے ایک بت کا نعرہ لگایا اور یہ) کہا:

اُعْلُ هُبُلْ اُعْلُ هُبُلْ[1]

ترجمہ: اے ہبل! تو بلند ہو۔ اے ہبل! تیرا دین بلند ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہو:

اَللّٰه اَعْلٰى وَ اَجَل

ترجمہ: اللہ ہی سب سے اعلیٰ وارفع اور بزرگ و برتر ہے۔

پھر ابوسفیان نے یہ کہا:

اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَ لَا عُزّٰى لَكُمْ

ترجمہ: ہمارے پاس عزیٰ ہے، تمہارے پاس عزیٰ نہیں یعنی ہم کو عزت حاصل ہوئی۔

---

[1]...... کتاب الجہاد کی روایت میں **اعل هبل اعل هبل** دو مرتبہ آیا ہے اور کتاب المغازی کی روایت میں صرف ایک مرتبہ مذکور ہے۔

عبدالوحید حنفی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: یہ جواب دو:

اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَ لَا مَوْلٰی لَکُمْ

ترجمہ: اللہ ہمارا آقا و والی اور معین و مددگار ہے، تمہارا والی نہیں۔

فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ

عزت صرف اللہ سبحانہٗ سے تعلق میں ہے، عزیٰ کے تعلق میں عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔

ابوسفیان نے کہا:

یَوْمٌ بِیَوْمِ بَدْرٍ وَّ الْحَرْبُ سِجَالٌ

ترجمہ: یہ دِن بدر کے دِن کا جواب ہے (لہٰذا ہم اور تم برابر ہو گئے) اور لڑائی ڈولوں کے مانند ہے (کبھی اوپر اور کبھی نیچے)۔

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا:

لَا سَوَاءٌ قَتْلَانَا فِی الْجَنَّةِ وَ قَتْلَاکُمْ فِی النَّارِ[1]

ترجمہ: ہم اور تم برابر نہیں۔ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں۔

ابوسفیان کا یہ قول "**اَلْحَرْبُ سِجَالٌ**" چونکہ حق تھا، اس لئے اس کا جواب نہیں دیا گیا اور حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد: "**تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا**

---

[1]...... زرقانی، شرح مواہب ج۲ ص ۴۷، ابن حجر، فتح الباری ج۷ ص ۲۷۲

www.khudamahlesunat.com

بَیْنَ النَّاسِ"، اس کا موید ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے حضرت عمرؓ کو آواز دی:

هَلُمَّ اِلَیَّ یَا عُمَرُ! اے عمرؓ! میرے قریب آؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو، کیا کہتا ہے؟

حضرت عمرؓ اس کے پاس گئے۔ ابوسفیان نے پوچھا:

اُنْشِدُكَ اللّٰهُ یَا عُمَرُ اَقَتَلْنَا مُحَمَّدًا (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ)

ترجمہ: اے عمرؓ! تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ، کیا ہم نے محمد (ﷺ) کو قتل کیا؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا وَ اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ کَلَامَكَ الْاٰنَ

ترجمہ: خدا کی قسم! ہرگز نہیں اور البتہ تحقیق وہ تیرے کلام کو اس وقت سُن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا:

اَنْتَ عِنْدِیْ اَصْدَقُ مِنْ اِبْنِ قِمِیْئَةَ وَ اَبَرُّ

ترجمہ: تم میرے نزدیک ابن قمیئہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو۔

بعد ازاں ابوسفیان نے کہا:

اِنَّهٗ قَدْ کَانَ فِیْ قَتْلَاکُمْ مُثْلٌ وَ اللّٰهِ مَا رَضِیْتُ وَ لَا

عبدالوحید الحنفی حافظ

نَهَيْتُ وَ لَا اَمَرْتُ

ترجمہ: ہمارے آدمیوں کے ہاتھ سے تمہارے مقتولین کا مثلہ ہوا۔

خدا کی قسم! میں اس فعل سے نہ راضی ہوں اور نہ ناراض، نہ میں نے منع کیا اور نہ میں نے حکم دیا۔

اور چلتے وقت للکار کر یہ کہا:

مَوْعِدُكُمْ بَدْرٌ لِلْعَامِ الْقَابِلِ

ترجمہ: سال آئندہ بدر پر تم سے لڑائی کا وعدہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی کو یہ حکم دیا کہ کہہ دیں:

نَعَمْ هُوَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ [1]

ترجمہ: ہاں ہمارا اور تمہارا وعدہ ہے، ان شاء اللہ!

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے مدینہ سے نکلیں۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آ کر دیکھا کہ چہرہ انور سے خون جاری ہے۔ حضرت علیؓ سپر میں پانی بھر کر لائے۔ حضرت فاطمہؓ دھوتی جاتی تھیں لیکن خون کسی طرح نہیں تھمتا تھا۔ جب دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جاتا ہے تو

---

[1] ...... ان شاء اللہ کا لفظ علامہ زرقانی نے نقل کیا ہے، طبری اور ابن ہشام کی روایت میں نہیں۔ زرقانی ج ۲ ص ۴۸، طبری، تاریخ الامم (۱۴۱۹) ج ۲ ص ۵۲۷، ہشام، سیرۃ النبی ج ۳ ص ۴۵

www.khudamahlesunat.com

ایک چٹائی کا ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کی راکھ زخم میں بھری۔ تب خون بند ہوا۔ (رواہ البخاری و الطبرانی عن سھل بن سعد)[1]

فوائد مولانا ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

نیز اس واقعہ سے یہ امر بھی خوب واضح ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ تھا اور یہ ترتیب اس درجہ واضح اور روشن تھی کہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کا مقام ہے۔ غرض یہ کہ شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی ترتیب افضلیت کا مسئلہ کفار کو بھی معلوم تھا۔ مشاہدہ سے کفار نے یہ سمجھا کہ بارگاہِ نبوت میں اول مقام حضرت ابوبکرؓ کا ہے اور پھر حضرت عمرؓ کا اور یہ دونوں حضور پرنور ﷺ کے وزیر باتدبیر ہیں۔

شہدائے اُحد میں چار مہاجرین میں سے تھے

غزوہ اُحد میں ستر (۷۰) صحابہؓ جو شہید ہوئے، ان میں چار مہاجرین صحابہؓ میں سے تھے:

(۱) بنو ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ

(۲) بنو عبدالدار میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ

(۳) بنو مخزوم میں سے حضرت عثمان بن شماسؓ

---

[1]...... زرقانی، کتاب وجلد مذکور ص ۴۹

www.khudamahlesunat.com

(۴) بنو اسد میں سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ

باقی ۶۶ صحابہؓ سب انصاری ہیں۔[1]

حضرت حمزہؓ کی لاش کی تلاش رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہؓ کی تلاش میں نکلے۔بطن وادی میں مثلہ کئے ہوئے پائے گئے۔ ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔شکم اور سینہ چاک تھا۔اس جگرخراش اور دِل آزار منظر کو دیکھ کر بے اختیار دِل بھر آیا اور یہ فرمایا: تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے البتہ تم بڑے مخیّر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر صفیہؓ کے حزن و ملال اور رنج وغم کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پرند تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دِن تم انہیں کے شکم سے اُٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ فرمایا تو تیرے بدلہ ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔

آپ ﷺ اس جگہ سے ابھی ہٹے نہ تھے کہ یہ آیات شریفہ نازل ہو گئیں:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (سورۃ النحل آیت ۱۲۶ تا ۱۲۸)

---

[1]...... تفسیر درمنثور ج ۲ زیر آیت ۱۷۰ بحوالہ سنن سعید بن منصور ج ۳

www.khudamahlesunat.com

ترجمہ: اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی
اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے، صبر کرنے والوں کے لئے۔
آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے
اور نہ آپ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگ دِل ہوں۔
تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکوں کاروں کے ساتھ ہے۔[۱]

آپ ﷺ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اور اپنا ارادہ فسخ کیا۔[۲]

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت حمزہؓ کو دیکھا تو رو پڑے اور ہچکی بندھ گئی اور یہ فرمایا:

سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَمْزَۃُ

ترجمہ: قیامت کے دِن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہوں گے۔

حاکمؒ فرماتے ہیں: **ھذا حدیث صحیح الاسناد** یعنی یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبیؒ نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔[۳]

۱...... اشارہ اس طرف ہے کہ آپ ﷺ کو آئندہ جو کچھ اسلام کی ترقی نصیب ہوئی، اس کا مبداء یہی دُعا ہے۔ ۲...... ابن سید الناس، عیون الاثر ج۱ ص۳۴۹، حاکم، مستدرک ج۳ ص۱۹۷، ۳...... **ایضاً ص ۱۹۹ قال العلامۃ الزرقانی ھذا الحدیث رواہ الحاکم و البیھقی و البزار و الطبرانی و قال الحافظ فی الفتح باسناد فیہ ضعف،** (زرقانی ج۲ ص۵۱) **اقوال لکن قال الحافظ بعد ما ذکر للحدیث طرقا عدیدۃ و ھذہ الطرق یقوی بعضھا بعضا** (فتح الباری ج۷ ص۲۸۲)

www.khudamahlesunat.com

معجم طبرانی میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **سَيِّدُ الشُّهَدَا حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ**[1] یعنی حمزہؓ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں اور اسی وجہ سے حضرت حمزہؓ سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابوسفیان کے لشکر کا تعاقب

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان کے لشکر نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی اور واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوسفیان واپس لوٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دِل میں رُعب ڈال دیا ہے اور کون ہے جو اُس کی تلاش میں نکلے؟ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہؓ نے لبیک کہی اور مشرکوں کا پیچھا کیا۔

ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ وہ ایک تاجروں کے قافلہ کو ملا۔ کہا کہ تم حضرت محمد ﷺ کو واپس لوٹا دو، تمہارے لئے یہ انعام ہے۔ مسلمانوں کو بتاؤ کہ میں نے تمہارے لئے اتنا بڑا لشکر جمع کیا ہے، میں ان کی طرف لوٹنے والا ہوں۔

---

[1]...... صحیح بخاری کے متداول نسخوں میں باب **قتل حمزہ بن عبدالمطلب**ؓ ہے لیکن نسفی کے نسخہ میں **قُتِلَ حَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَاء** ہے۔ غالباً امام بخاری نے **ترجمة الباب** میں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۲)

تاجر آئے، اس بارے میں حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (سورۃ آل عمران آیت ۱۷۳)

تو اللہ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔[۱]

مہم (۲۲)

غزوہ (۱۳)......حمراء الاسد کی مہم (۱۶ شوال یوم یکشنبہ ۳ھ)

غزوہ اُحد کے بعد غزوہ حمراء الاسد ہے۔ جب آپ ﷺ نے جنگ اُحد کے بعد قریش کا تعاقب کیا اور حمرا الاسد میں چار روز پڑاؤ کیا۔[۲]

مقام حمراء الاسد جو مدینہ سے تقریباً آٹھ دس میل ہے، جب اتوار کا دِن آیا یعنی غزوہ اُحد کے بعد والا دِن تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے تعاقب کے لئے صحابہؓ کرام کو پکارا اور ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ صرف وہی لوگ نکلیں گے جو کل جنگ میں شریک تھے۔ یہ سُن کر دوسو (۲۰۰) افراد آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تعداد میں مختلف روایات ہیں جب کہ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ وہ تمام صحابہؓ کرام جو غزوہ اُحد میں شریک تھے اور شہید نہیں ہوئے تھے، غزوہ حمراء الاسد میں نکلے۔

اس خروج سے آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن یہ نہ سمجھ لے کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ صحابہؓ خستہ اور نیم جان ہو چکے تھے

---

[۱]......تفسیر درمنثور ج ۲ تفسیر زیرِ آیت ۱۷۲ بحوالہ ابن ابی حاتم، [۲]...... ماخوذ از کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص ۳۰۶، سیرت ابن ہشام ج ۲

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اور ایک شب بھی آرام نہ کیا تھا، آپ ﷺ کی ایک آواز پر پھر نکل کھڑے ہوئے۔ جب آپ ﷺ حمراء الاسد میں مقیم تھے کہ قبیلہ خزاعہ کا سردار معبد خزامی شہدائے اُحد کی تعزیت کے لئے حاضر ہوا۔ پھر ابوسفیان سے جا کر ملا۔

ابوسفیان نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔ معبد نے کہا کہ محمد (ﷺ) تو بڑی عظیم الشان جمعیت لے کر تمہارے مقابلہ اور تعاقب کے لئے نکلے ہیں۔ ابوسفیان یہ سنتے ہی مکہ واپس روانہ ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ تین دِن قیام کر کے جمعہ کے روز مدینہ تشریف لائے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال (پاکستان)

۲۱ شوال ۱۴۳۲ھ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز منگل

☆☆☆☆

ڈیزائننگ ❁ کمپوزنگ ❁ سکیننگ ❁ پرنٹنگ ❁ بک بائنڈنگ

النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال zedemm@yahoo.com,0334-8706701

اسلامی کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات کے لئے رجوع کریں

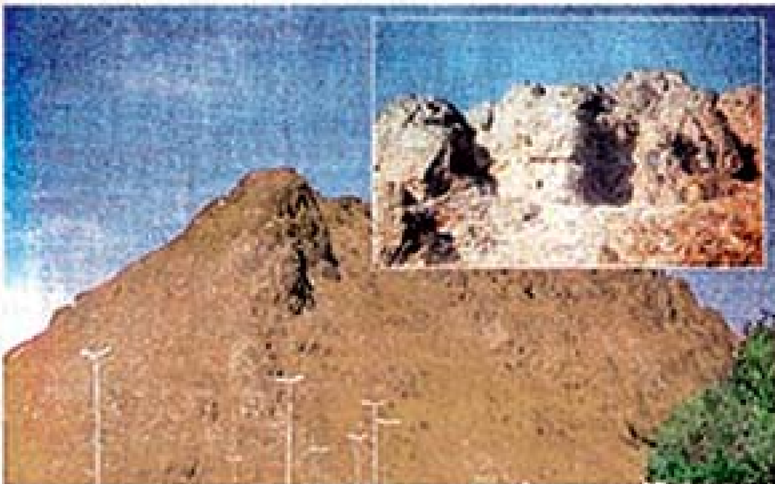

جبل احد کا ایک منظر۔ حضور رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں"۔ اسی پہاڑ کی
دامن میں پہاڑی کو ... دی گئی ہے۔

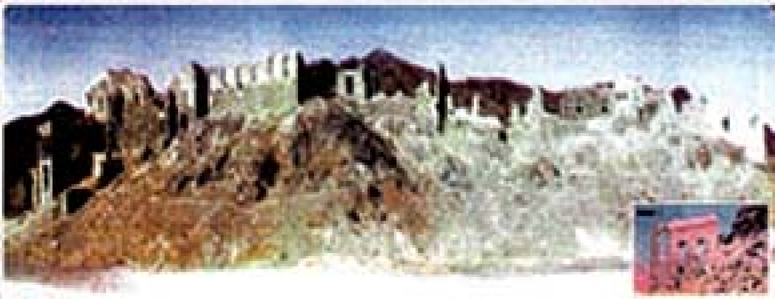

جبل الرماۃ غزوہ احد میں حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر ؓ کی سرکردگی میں پچاس تیر اندازوں کی ایک جماعت کو اس پہاڑی پر مامور فرمایا

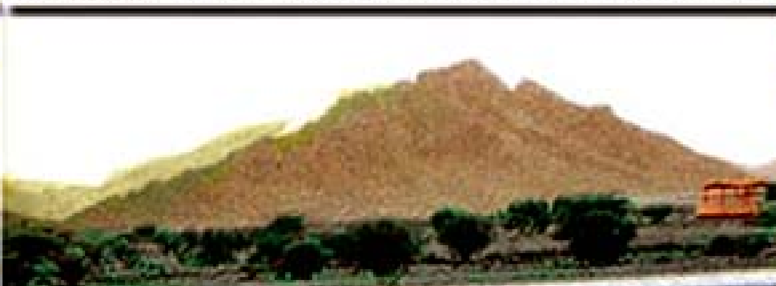

جبل سلع پر حضرت محمد ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ غزوہ احزاب ۵ ہجری میں اس پہاڑی کے دامن میں تین دن قیام فرمایا۔ آپ کی
بروقت تیاری و حکمت عملی نے دشمن کے حوصلے توڑ دیے اور میدان میں مسلمانوں کی جیت ہوئی۔